

لیسٹری سوئی کی میل مع اجکار الباسر



دینے والے سلام کے عظیم صفت و عظیم پاکستان

حضرت امام احمدی علیہ السلام کی تحریک و تحریک

مکتبہ المدینہ، لاہور، پاکستان

لباسِ سوا کی تفصیل



احکامِ لباس

درجہ دنیا کے عظیم صنفِ نضرِ عظیم پاکستان

حضرت علامہ الحاج مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی محدث بہاولپور
(جنوری 1431ھ)

سعادت اشاعت: ابو حفصہ محمد خالد اویسی (میانوالی)

مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاول پور پاکستان

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : لباس رسول ﷺ کی تفصیل مع احکام لباس

از قلم : حضرت مولانا محمد فیض احمد رضوی مدظلہ العالی

مضامین کی ترتیب : مدینے کا بھکاری الفقیر القادری محمد فیاض احمد اویسی رضوی

اشاعت اجتماع : ابو حذیفہ محمد خالد اویسی (میانوالی)

من اشاعت : جمادی الآخر ۱۴۳۲ھ مئی ۲۰۱۱ء

تعداد : 1100

صفحات : 64

قیمت : 40 روپے

اس رسالہ کی ساری آمدنی آئندہ اشاعت کے لیے وقف ہے۔

ملنے کے پتے

جلالہ صراط مستقیم کجرات / نظامیہ کتاب گھر اردو بازار لاہور / رضا بک شاپ کجرات
مکتبہ مہر یہ رضویہ کالج روڈ ڈسک / مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام سرکل روڈ گوجرانوالہ
مکتبہ فیضان مدینہ سرائے عالمگیر / مکتبہ الفجر سرائے عالمگیر / مکتبہ فیضان اولیاء کا موگی
مکتبہ فیضان مدینہ لکھنؤ / مکتبہ فکر اسلامی کھاریاں / اکرامانوالہ بک شاپ اردو بازار لاہور
صراط مستقیم جلی کیشنز 5، 6 مرکز الادبیس دربار مارکیٹ لاہور / احمد بک کارپوریشن راولپنڈی
سنی پبلیکیشنز گوجرانوالہ / مکتبہ ضیائیہ اقبال روڈ راولپنڈی / صراط مستقیم جلی کیشنز گوجرانوالہ
مکتبہ مہر یہ کاظمیہ جامعہ انوار العلوم ٹوبہ ٹان / مکتبہ صابریہ لاہور / اویسی بک شال گوجرانوالہ

لباس رسول ﷺ کی تفصیل مع احکام لباس (3) از مفسر اعظم پاکستان علامہ محمد فیض احمد اویسی قدس سرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

تحمید و تمہید

بعد از حمد و تعریف الہی اور بعد از تحیہ رسالت پناہی معلوم ہو کہ یہ مختصر رسالہ میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اصحاب اجمعین کے لباس مبارک کی تفصیل بیان ہوگی۔

وجہ تالیف

اس کی تالیف کا اصل مقصد صرف یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے دستور فائض النور کا فیض تام اور بہرہ عام تمام مومنین اہل اسلام کو نصیب ہو جائے اور اس لباس سے کہ جس کا استعمال اور اس کا پہننا بدعت ہے اور وہ طریقہ جو بدعت ہوں اور گمراہ لوگوں کا طریقہ ہے اس سے نہ صرف بازرہیں ہلکا سے بالکل ترک کر دیں تاکہ سنت مطہرہ کی متابعت سے بہرہ ور ہو کر ثواب جمیل و اجر جزیل سے فائز ہوں۔ اور سنت محبوب کریم روف و رحیم ﷺ کے برکات حاصل کریں۔

نوٹ: دراصل یہ رسالہ کشف الالتباس فی استصحاب اللباس از سیدنا الشیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جسے فقیر نے قاری سے اردو ترجمہ کر کے اس پر اضافہ کیا تو مستقل تصنیف ہو گئی اسی لئے اسے علیحدہ نام دے کر ”لباس رسول ﷺ کی تفصیل مع احکام لباس“ جوہر کیا۔ و ما عوفیقی الا باللہ العلی العظیم و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا رسول

الکریم و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ بہادر پور پنجاب پاکستان

مارچ ۲۰۱۱ء بروز اتوار

لباس کا لغوی شرعی معنی

جان اے جان من کہ لباس مصدر ہے بمعنی لباس جیسا کہ کتاب بمعنی مکتوب کے ہے۔
شرعی معنی: عرف شرع میں لفظ لباس دستار، جبہ و کلاه و رداء و ازار اور ان چیزوں کے لئے بولا جاتا ہے جو پہننے کے کام آتی ہیں۔

لباس المصطفیٰ ﷺ کی تفصیل اور سفید لباس کی اہمیت

حضور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لباس مقدس اکثر سفید ہوتا تھا اور آپ سفید لباس کو بہت پسند فرماتے اور اپنی امت کو اس کے پہننے کی تاکید فرمائی۔

☆ چنانچہ حضرت سرہ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔

و علیکم بالبیاض من الثياب لبسها احمدکم و طابھا من عباد لہمکم۔ یعنی (اے میرے امت کو کمال)

کہ تم سفید کپڑوں کو لازم پکڑو۔ چاہیے کہ انہیں تمہارے زندہ لوگ پہنیں اور تم ان

کپڑوں میں الٰہی اموات کو کفن دو کیونکہ یہ سفید کپڑے تمہارے اچھے لباس میں سے ہیں۔ (راوی

احمد و نسائی، الحاکم و قال السنن علی حدیث صحیح)

☆ حضرت سرہ راوی سے نقل روایت ہے۔

قال النبی ﷺ البیض الطاهر و طیب و کفونوا فیہا موتاکم

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ تم لوگ سفید کپڑے پہنو، کیونکہ یہ سفید کپڑے زیادہ صاف اور پاکیزہ

ہیں اور اموات کو بھی ان میں کفناؤ۔ (راوی الحاکم و قال الحاکم حدیث صحیح، ریاض الصالحین)

☆ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

البیض من ثيابکم البیض طابھا من خیر ثيابکم و کفونوا فیہا موتاکم و ان

خیرا لکم لکم اللہ یدخلو بہت الشعر (راوی الترمذی و ابوداؤد)

کہ تم سفید کپڑے پہنو، کیونکہ وہ تمہارے بہترین کپڑے ہیں اور اپنے مردوں کو کفن دو اور تمہارے

لئے بہترین مرصعہ ہے کہ وہ نظر کو تیز کرتا اور بالوں کو گھٹاتا ہے۔

☆ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان حسن ما رأیتم اللہ بہ

فی قبورکم و مساجدکم البیاض۔ (مشکوٰۃ شریف ج ۲ ابن ماجہ)

ترجمہ: بہترین چیز جس کے ساتھ تم اپنی قبور میں اور اپنی مساجد میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرو

سفید رنگ کا لباس ہے۔

☆ امام ابن ماجہ نے حضرت سرہ راوی سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

البیض ثياب البیاض طابھا اطهر و طیب۔ (ابن ماجہ جلد ۲)

ترجمہ کہ سفید لباس پہنو، کیونکہ یہ زیادہ صاف اور زیادہ پتھر ہوتا ہے۔

فاکدہ۔ ان احادیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے سفید لباس پسند فرماتے ہوئے

زیب تن فرمایا اور اپنی امت کو سفید لباس پہننے کی ترغیب فرمائی اور اس کے فوائد بھی بیان فرمائے۔

اس لئے فقہاء کرام نے سفید لباس پہننا افضل قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

مسئلہ: بستان نقیذ ابی الیث میں ہے کہ ”یستحب البیض والخضر من الثياب“

یعنی سفید اور سبز کپڑے پہننا مستحب ہے۔

اور شرط معتقین میں ہے:

الالوان البیاض والنظر الی الاخضر یزید فی البصر و قد لبس رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم ابرد الاخضر و لبس الاخضر سنة و یجیب الرجال الاحمرۃ

والصفرة من الثياب۔

ترجمہ: یعنی کپڑوں میں سب سے محبوب ترین سفید رنگ ہے اور سبز رنگ کی طرف دیکھنا چہتائی

میں زیادتی ہوتی ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سبز چادر بھی زیب تن فرمائی ہے اور سبز

لباس استعمال کرنا سنت ہے اور مردوں کو سرخ، زرد کپڑوں سے اجتناب کرنا چاہیے۔

سوال: بعض اعدائے اولیاء نے اعتراض کیا ہے کہ شیخ الشارح حضرت خواجہ غلام فرید چاچا علی قدس سرہ (کوٹ مٹھن شریف) نے سرخ رومال استعمال فرمایا اب آپ کے مریدین استعمال کرتے ہیں۔

جواب: ممانعت میں وہ سرخ رنگ کا پڑ مراد ہے جو سالم سرخ ہو جس میں دھاریاں سفید ہوں وہ ممنوع نہیں۔ حضرت رحمت اللہ علیہ کے رومال میں سفید دھاریاں ہیں وہ بھی ظاہر ہیں۔ مزید تفصیل فقیر کے رسالہ "سرخ لباس" میں ملاحظہ فرمائیں۔

سیاہ لباس پہننا کیسا ہے؟

مبتدع میں ہے وَلَبَسَ السَّوَادَ لَبِيسَ مَسِيئَةٍ وَلَا فِيهِ فُضْلٌ بَلَى تَكْرَاهُ لِأَنَّهُ بِدْعَةٌ مَعْدُونَةٍ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ترجمہ: سیاہ رنگ کا لباس استعمال کرنا سنت نہیں اور اس میں کوئی فضیلت ہے بلکہ مکروہ ہے کیونکہ یہ لباس حضور علیہ السلام کے بعد مستعمل ہوا قلہذا بدعت ہے

قول سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ

روضة العلماء میں ہے: ان ابا حنیفہ رحمہ قال لبس السواد لا يجوز لا نهم كانوا يلبسون ذلك في زمانه بل معدون عيبا وقال ابو يوسف و محمد رحمهما اللہ تعالیٰ لان فی زمانہما كانوا يلبسون ويفتخرون به .

ترجمہ: حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ فرماتے ہیں کہ سیاہ لباس پہننا ناجائز ہے۔ ان کے زمانے میں لوگ سیاہ لباس نہیں پہنتے تھے بلکہ اس کا پہننا عیب سمجھتے تھے اور حضرت امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما اللہ (صاحبین) فرماتے ہیں سیاہ لباس پہننا جائز ہے کیونکہ ان کے زمانے میں لوگ سیاہ لباس پہنتے تھے اور اس کے پہننے کو فخر سمجھتے تھے۔

ازالہ وہم۔ جہاں صاحبین کا قول امام اعظم رحمہ کے خلاف ہو تو فتویٰ امام اعظم رحمہ کے قول پر ہوتا ہے علاوہ ازیں فقہ کا قاعدہ ہے کہ تبدل الاحکام باعتراف الزمان زمانہ کی تبدیلی سے احکام بدل جاتے ہیں اب چونکہ یہ لباس شیعوں کے شعار میں ہے اور فقہ کا قاعدہ ہے کہ قضاہ بالخیر مکروہ ہے ہمارے زمانے میں ان کے شعار کو اپنانا ممنوع ہے ہاں سیاہ عمامہ میں حرج نہیں کیونکہ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کریمہ سے ثابت ہے۔

اور کتڑ میں ہے وللبس لبس السواد

یعنی سیاہ لباس پہننا مندوب ہے اور شرعہ میں ہے

وقد لبس النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمامة سوداء و برسل ذنبہ بین کتفہ۔

حضور نبی کریم رؤف والرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیاہ رنگ کا عمامہ پہنا اور آپ شملہ اپنے دو کاغذوں کے مابین چھوڑتے تھے۔ (شملہ عربی لفظ ہے اس سے مراد طرہ ہے)

دستار مبارک اور اس کے چند مسائل

چکڑی باغہ حنفی میں سنت یہ ہے کہ پڑا سفید ہو جس میں دیکر رنگ کی ملاوٹ نہ ہو۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دستار مبارک اکثر سفید ہوتی اور کبھی ہنر بھی اور کبھی سیاہ بھی ہوتی تھی۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ جنگ کے وقت آپ کی دستار سیاہ ہوتی تھی بعض اس کی توجہ یہ یوں فرماتے ہیں کہ وہ دستار دراصل تو سفید تھی مگر ہار بار زور کے مس کرنے کی وجہ سے سیاہ ہو گئی تھی لیکن تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ آپ نے سیاہ چکڑی بھی استعمال فرمائی ہے۔

دستار مبارک کا طول و عرض

آپ کی دستار شریف گھر کے لئے سات یا آٹھ گز تھی نماز پنجگانہ کے لئے بارہ گز مزید اور جمعہ کے لئے چودہ گز اور جنگ کے وقت پندرہ گز کی تھی۔

البتہ امام نووی نے لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے دو عمامے تھے ایک چھوٹا سات گز اور بڑا بارہ

گز واللہ تعالیٰ اعظم بالصواب (الوارخو فیہ شرح شمل ترمذی)

مسئلہ:؟۔ مروی ہے کہ عمامہ چودہ گز سے تجاوز نہ ہو۔

فائدہ: گز شرعی ایک ہاتھ ہے یہاں بھی مراد ہے عربی گز۔

مسئلہ: علمائے متاخرین رئیس قوم اور قاضی و مفتی و فقیہ و امام مسجد و مؤذن اور مشائخ عظام و پیر صاحبان اور نمازی کے لئے آئین ہاتھ تک کی پگڑی باندھنا جائز سمجھتے ہیں وہ محض ان کے وقار و جکمین و ہیبت کے اضافے کے لئے۔ مگر افسوس کہ اکثر علماء و مشائخ حضرات نے عمامہ پہننا ترک کر دیا مختلف ٹوپوں مثلاً جناح کپ وغیرہ کو ترجیح دیتے ہیں انہیں استعمال کرتے ہیں۔

مسئلہ: پگڑی باندھنے میں سنت یہ ہے کہ پگڑی دراز ہونہ کہ عریض اور پگڑی کا عرض صرف نصف ہاتھ ہو یا کچھ تھوڑا سا کم و بیش اور لبائی کم از کم سات ہاتھ ضرور ہو اور گز کی مقدار چھ بیس انگل جس کی چھٹھی ہوتی ہے۔

مسئلہ: سنت ہے کہ پگڑی با وضو ہو کر اور قبلہ رو ہو کر اور کھڑے ہو کر باندھے۔ یہ جو مشہور ہے کہ عمامہ مسجد میں بیٹھ کر باندھے غلط ہے۔

مسئلہ: جب پگڑی کھولے تو ایک ایک پیچ علیحدہ علیحدہ کر کے کھولے یکبارگی نہ کھولے بلکہ جس طرح ایک ایک پیچ علیحدہ علیحدہ باندھا تھا اسی طرح کھولے۔

مسئلہ: پگڑی باندھنے کے بعد شیشہ یا پانی یا اس جیسی چیز میں دیکھ کر اسے ٹھیک کرے۔

مسئلہ: پگڑی یا شملہ باندھے اس کے متعلق اختلاف ہے اکثر اوقات حضور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شملہ مبارک پیٹھ کے پیچے رہتا تھا اور کبھی سیدھی جانب لیکن بائیں جانب شملہ رکھنا بدعت ہے (اس کا خیال نہیں کیا جاتا کہ شملہ جیسا ہے ویسے رہے)

مسئلہ: شملہ کم از کم چار انگل ہو اور زیادہ سے زیادہ ایک ہاتھ۔ پیٹھ سے زیادہ بڑھا نا بدعت ہے۔ صرف نماز کے وقت شملہ بڑا رکھنا سنت ہے۔

مسئلہ: شملہ رکھنا مستحب ہے اور سنن زوائد سے ہے چنانچہ اس کے ترک کرنے سے گناہ نہیں اگرچہ اس کے کرنے سے ثواب اور بڑی فضیلت ہے۔

چنانچہ "الروضة" میں ہے: "إِذَا سَأَلَ ذَاتُ الْمَعَامَةِ بَيْنَ الْخَطْمَيْنِ مَقْلُوبٌ"

یعنی شملہ کو دو کاغذوں کے مابین چھوڑنا مندوب ہے۔

پیٹھ کے پیچے شملہ چھوڑنا مستحب ہے، سنت موکدہ نہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شملہ رکھتے تھے اور کبھی نہیں رکھتے تھے۔

فقہا کرام نے اس بارے میں قیاسی دلائل بہت دیے ہیں جو کہ شملہ کے رکھنے سنت موکدہ کہتے ہیں۔ بعض دائیں جانب کو شملہ رکھنے کو درست مانتے ہیں لیکن یہ قول قوی و معتبر نہیں۔ اگرچہ بعض دلائل اس بارے میں درج کئے ہیں۔ متاخرین علماء جہاں زمانہ کے شجر اور طعن کی وجہ سے سوائے صلوة و حجگانہ کے شملہ نہیں رکھتے تھے۔ تاؤنی حجت میں فرمایا کہ:

تروک الذلب الم و رکعتان مع الذلب الفضل من سبعین رکعة بغیر ذلب والذلب ستة انواع للمقاسی خمس و ثلثون اصبعاً وللمعطیب احدی وعشرون اصبعاً للعالم سبعاً وعشرون اصبعاً وللمتعلم سبع عشر اصبعاً وللصوفی سبع اصابع وللعلمی فی اربع اصابع۔

ترجمہ: شملہ ترک کرنا گناہ ہے اور ہر وہ دور رکعت جو شملہ کے ساتھ ادا کی جائیں ستر رکعت بغیر شملہ سے افضل ہے اور شملہ چھ اقسام ہیں۔ قاضی کے لئے پینتیس (۳۵) انگل، امام و خطیب کے لئے اکیس (۲۱) انگل، علماء کے لئے ستائیس (۲۷) انگل طالب علم کے لئے سترہ (۱۷) انگل صوفی کے لئے سات (۷) انگل اور عوام کے لئے چار (۴) انگل۔

لباس رسول ﷺ کی تفصیل مع احکام لباس (10) از مفسر اعظم پاکستان علامہ محمد رفیع احمد اویسی قدس سرہ

مسئلہ: عمامہ کھڑے ہو کر باندھنا اس طرح شلواری بندھ کر پہنی جائے۔ اس پر عکس کرنا نقصان ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ من تعمم فاعداء و لیسرو اقاموا ابتلاء اللہ تعالیٰ ببلاء لا دواء له

یعنی جس نے پگڑی بندھ کر باندھی اور کھڑے ہو کر شلواری پہنی اسے اللہ تعالیٰ ایسی بلاؤں میں مبتلا فرمائے گا کہ جس کا کوئی دوا ہی نہیں (ہاں اور اگر معذور ہے تو جائز ہے۔)

مسئلہ: کتب معتبرہ میں مرقوم ہے کہ کوئی شخص اپنے آپ کو سیاہ اور سبز لباس سے مشہور نہ کرے کیونکہ وہ مکروہ و ممنوع ہے۔

ازالہ وہم: برائے سبز عمامہ

سبز عمامہ پہننا جائز ہے اسے سنت کا وجہ دینا غلط ہے تفصیل دیکھنے کے لئے فقیر کا رسالہ ”سبز عمامہ کا جواز“ پڑھیے۔ (مطبوعہ عام ملتان)

تکبیر کا لباس نہ پہننے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا من لبس ثوب خضرة فى الدنيا البسه الله ثوب مدللة يوم القيامة یعنی جس نے دنیا میں شہرت کا لباس پہنا اسے قیامت میں رسوائی کا لباس پہنایا جائے گا اگر کبھی بھی ہو تو جائز ہے منع نہیں۔ (یعنی ایسا لباس جس کو یمن کراچی بڑا کی دیکھنا مقصود ہو)

مسئلہ: بہترین لباس سفید ہے۔ سیاہ یا سبز پگڑی اس طرح پانچ عمامہ، چادر سیاہ یا مکن کر بادشاہوں اور امیروں کے گھر نہ جائے یہ ممنوع ہے۔

ٹوپی

ٹوپی کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ لاطیہ ۲۔ ناشرہ

لاٹیہ اسے کہتے ہیں جو سر پر متصل ہو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے سر پر رکھا

لباس رسول ﷺ کی تفصیل مع احکام لباس (11) از مفسر اعظم پاکستان علامہ محمد رفیع احمد اویسی قدس سرہ

ہے اور ناشرہ وہ ہے جو سر کے ساتھ متصل نہ ہو بلکہ اوپر کو بڑھی ہوئی ہو اسے طاقیہ کہتے ہیں اسے آپ نے کم استعمال فرمایا لیکن بعض مشائخ نے عمل میں لائی ہے اس لئے جائز ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ٹوپی لاطیہ قسم کی تھی جو کہ ہمیشہ پگڑی کے نیچے ہوتی تھی اور آپ نے کبھی ٹوپی کے بغیر بھی دستار مبارک باندھی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پگڑی منجد اور گنبد نما تھی جیسا کہ عرب کے علماء و شرفاء کا دستور ہے۔

القناع سر بند شریف۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں۔

فَإِنَّ تَحْيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُكْبِرُ الْقِنَاعَ ثَمَّ ثَوْبَ ثَوْبٍ۔ ترجمہ فرماتے کہ رسول کریم ﷺ القناع کو اکثر استعمال فرماتے تھے یہ کپڑا گویا جل میں غرق ہوا ہوتا۔

اس حدیث مبارکہ القناع کا ذکر آیا ہے القناع اس کپڑے کو کہتے ہیں جو رسول کریم ﷺ سے سراقہ پر تیل لگانے کے بعد باندھتے تھے اس رومال یا کپڑے (سر بند) کے اوپر عمامہ شریف باندھتے تاکہ تیل کی چکناہٹ سے عمامہ اور دوسرے کپڑے محفوظ رہیں۔ (انوار غوثیہ شرح شمائل)

سبحان اللہ محبوب خدا ﷺ انتہائی نفاست پسند اور ایسے نازک مزاج تھے کہ جب سراقہ پر تیل لگاتے تو اس کے لیے ایک الگ کپڑا مختص فرما رکھتا تھا جس سے سراقہ کو لپیٹ لیتے تاکہ ٹوپی اور عمامہ شریف یا دوسرے کپڑے تیل کی چکناہٹ سے محفوظ رہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمامہ مبارک کی تفصیل۔

حضور نبی کریم ﷺ کا عمامہ شریف اکثر سفید کبھی سیاہ استعمال فرماتے۔ شملہ مبارک کبھی چھوڑ دیتے اور کبھی نہیں شملہ اکثر دونوں شانوں کے درمیان اور کبھی دوش مبارک پر پڑا بعض اوقات جھٹک بھی فرماتے (یعنی دستار مبارک کا ایک بچ ٹھوڑی مبارک کے نیچے لاکر باندھتے) عمامہ شریف کے نیچے ٹوپی ہوا کرتی تھی۔ اس بارے کچھ احادیث و مسائل بیان ہو چکے ہیں۔ اور کچھ فقیر عرض کرتا ہے۔

لباس رسول ﷺ کی تفصیل مع احکام لباس (12) (مفسر عظیم پاکستان علامہ محمد فیض احمد اویسی قدس سرہ)

نبی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ شریف نہ اتنا وزنی تھا اور نہ اتنا بڑا کہ جس سے سر مبارک پر بوجھ محسوس ہوتا اور نہ اتنا چھوٹا تھا اور ہلکا کہ سر مبارک پر تنگ ہو۔

مروی ہے کہ عمامہ شریف چودہ (۱۴) گز شرعی سے مختار نہ ہوتا اور کبھی سات گز۔

یاد رہے کہ شرعی گز ایک ہاتھ کا ہوتا ہے جو سچ کی انگلی سے کہنی تک ہے اس کی مقدار دو باشت ہے۔ یعنی چوبیس (۲۴) حروف ہیں اور بعض مقامات ہیں جیسے حوض کونا پتے میں ذراع کا امتیاز ہے ایسے ہی کپڑا بنانے کے لئے گز کا بھی اعتبار کیا جاتا ہے اور یہ گز ہر قوم اور ہر زمانے میں رائج ہے (جو عین ثبوت یا ۱۳۶ مارچ کا ہوتا ہے۔)

اس کا اعتبار عمامہ سے بھی جائز ہو سکتا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

علماء کرام فرماتے ہیں کہ قدر معبود پر کچھ زیادہ کرے تو اس میں مذمت کی جاتی ہے وہ جو ایک حدیث میں ہے کہ عمامہ مشرکوں اور مسلمانوں کے درمیان عاجز ہے یعنی امتیاز ہے تو وہ عمامہ عذبہ یعنی شملہ کے ساتھ ہے جیسا کہ سیاق حدیث اس میں شاہد ہے۔

فائدہ: عذبہ یا شملہ اسے کہا جاتا ہے جو عمامہ کے دونوں شانوں کے درمیان چھوڑا جاتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے عمامہ شریف کے نیچے سر مبارک سے چٹائی ہوئی ٹوٹی ہوتی تھی یہ ٹوٹی سر سے پست و پیوست بلند نہ تھی طاقہ (جسے آجکل کلاہ کہتے ہیں) کی مانند ہے اور حضور علیہ السلام کی ٹوٹی سفید تھی۔

مسلمان و مشرک کے درمیان فرق۔

مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ قُرُوفٌ قَسَائِدٌ وَبَيْنَهُمَا الْمَشْرِيقُ

الْمَغَامِيزُ عَلَى الْقَلَائِسِ (ابوداؤد شریف کتاب اللباس)

ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق ٹوپوں پر عمامہ یا عمامہ ہے۔

لباس رسول ﷺ کی تفصیل مع احکام لباس (13) (مفسر عظیم پاکستان علامہ محمد فیض احمد اویسی قدس سرہ)

ہمارے عمامے ٹوپوں پر باندھے جاتے ہیں اور ان کے عمامے ٹوپوں کے بغیر باندھے جاتے۔ وہ بغیر عماموں کے ٹوپیاں پہنتے ہیں اس لئے کہ عمامہ باندھنا مشرکوں سے بھی ثابت ہے جب حضور علیہ السلام عمامہ باندھتے تو سدل فرماتے یعنی سر اچھوڑ جاتے۔

فائدہ: شامک ترمذی میں ہے اتنا زیادہ کیا کہ "قَدْ اَرَّخِيَ طَرَفَهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ" یعنی عمامہ کے سرے کو دونوں شانوں کے درمیان لٹکاتے اسے عذبہ، ذوابہ اور شملہ بھی کہتے ہیں اور یہ عمامہ کی سنت بھی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمامہ باندھنے میں تدویر یعنی گولائی فرماتے اور دستار کے بچ کو سر مبارک پر لپیٹتے اور اس کے سرے کو عمامہ سے لپیٹتے اور دوسرا کو چھوڑتے اور لٹکاتے تھے۔

فائدہ: حضرت عمرو بن حریث سے روایت ہے۔

أَنَّ نَبِيَّ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ مَوْذَاءٌ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سر مبارک پر لوگوں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے اس حال میں دیکھا کہ آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔ (شامک ترمذی)

جبکہ دوسری روایت مسلم میں ہے۔ قَدْ اَرَّخِيَ طَرَفَيْهِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ۔ کہ آپ ﷺ کو منبر اس حال میں دیکھا کہ آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا اور اس کے ایک سرے کو دونوں شانوں کے درمیان چھوڑا ہوا تھا۔

فائدہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام جب کہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ روٹے انفرز ہوئے تو سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ذوابہ کا ذکر نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شملہ ہر جگہ باندھی نہ تھا۔

بخاری شریف میں ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر جب حضور علیہ السلام مکہ میں داخل ہوئے تو سر مبارک پر خود (لوہے کی ٹوپی جسے دوران جنگ سر پر پہنتے) تھا علماء فرماتے ہیں کہ دخول مکہ کے وقت جسم اطہر پر ہتھیار لگائے ہوئے تھے اور سر مبارک پر خود تھا اور دستار نہ تھی اور ہر جگہ اس کی مناسبت سے لباس زیب تن فرماتے تھے بعض علماء نے اس کی تطبیق یوں فرمائی ہے کہ عمامہ خود کے ساتھ دو ہرا تھا اور داخل ہونے کے بعد اوپر خود باندھا عمر بن حریث کے قول کے مطابق حضور علیہ السلام نے خلیہ دیا اور آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا اس لئے کہ خلیہ کعبہ کے دروازے پر تھا۔

☆ تبرک اور صحابہ کرام۔ حضرت عبداللہ بن حاذم ؓ کے پاس ایک سیاہ عمامہ جسے وہ جمعہ اور عیدین اور جب جنگ میں فتح پاتے تو بطور تبرک پہنتے اور فرماتے کہ یہ عمامہ مجھے نبی کریم ﷺ نے پہنایا تھا (الوارغوثیہ شرح الشماکلی المنویہ بحوالہ الاصابہ)

سبحان اللہ صحابہ کرام تبرکات سے کتنا پیار فرماتے تھے۔ الحمد للہ صحابہ کرام کی وراثت الہست کو نصیب ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں فقیر کی کتاب ”صحابہ کے وارث کون؟“

حضرت عبدالرحمن بن عوف ؓ فرماتے ہیں کہ میرے سر پر حضور علیہ السلام نے عمامہ باندھا اور میری پشت پر اور دونوں شانوں کے درمیان سر الٹکایا۔ ملائکہ کے سروں پر عمامہ۔

حضرت علامہ امام یوسف مہمانی ”وصال الوصول الی شائل الرسول ﷺ“ میں فرماتے کہ حضرت مولا علی ؓ کہتے کہ نبی کریم ﷺ نے میرے سر پر عمامہ باندھا اس کا ایک کونہ میرے کندھے پر ڈالا اور فرمایا بدر و حنین کے دن فرشتوں کے ذریعے میری مدد کی گئی تو اسی طرح عمامے باندھے ہوئے تھے۔ اور فرمایا عمامہ مسلمان اور کافر کے درمیان امتیازی فرق ہے۔

☆ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا عمامہ باندھنا اختیار کرو کیونکہ یہ ملائکہ کا نشان ہے اور اس کو بیچے الٹا لو (یعنی)

عمامہ بادشاہوں کا تاج ہے۔ حضرت امام یوسف مہمانی ”وصال الوصول الی شائل الرسول ﷺ“ میں فرماتے کہ نبی کریم ﷺ کسی شخص کو اس وقت تک کسی شہر کا حاکم مقرر نہیں فرماتے جب تک اس کے سر پر عمامہ نہیں بندھواتے تھے۔ عمامہ باندھنے کا انداز یہ ہوتا کہ پلہ دائیں موڑے پرکان کی طرف ڈالا جائے۔ (الوارغوثیہ شرح الشماکلی المنویہ)

مسئلہ۔ عمامہ فرماتے ہیں کہ شملہ کم از کم چار انگلی اور زیادہ سے زیادہ کرے اور پر تک ہو۔ اس سے زیادہ اسہال میں داخل ہے اور وہ مکروہ ہے اور حرام ہے عذہ کی بجائے تحسینک بھی منقول ہے۔ تحسینک یہ ہے کہ شملہ کو بائیں جانب سے تالو اور ٹھنڈی کے نیچے سے نکال کر دہنی جانب عمامہ میں ڈال لیتا۔

مسئلہ۔ عمامہ فرماتے ہیں کہ بغیر تحسینک و عذہ کے عمامہ باندھنا مکروہ ہے اور یہ اس تقریر پر ہے کہ یہ سنت مکروہ ہے اگر مرد کو کراہت تنزیہی یعنی تو اس کا حال ترک ادنیٰ اور ترک افضل سے ہوگا۔

سرکار مصلی اللہ علیہ آئندہ سلم کا عمامہ مبارک:

ایک سیاہ ادنیٰ چادر کے علاوہ آپ کے پاس ایک سیاہ عمامہ بھی تھا جس کا نام صحاب (بادل) رکھا ہوا تھا۔ اور حضور کے پاس جتنے کپڑے، گھوڑے اور سواری کے جانور تھے ہر ایک کے اپنے تجویز کردہ نام ہوتے تھے۔

یہ عمامہ آپ نے امیر المؤمنین حضرت علی کریم اللہ وجہ الکریم کو عنایت فرمادیا تھا۔

حضرت علی کریم اللہ وجہ الکریم کے سر پر بادل

مولائے کائنات علی المرتضیٰ ؓ جب آپ کی خدمت میں یہ پہننے ہوئے آتے تو آپ ازراہ خوش طبعی موجود حاضرین سے فرماتے دیکھو علی (ؓ) تمہارے پاس بادل میں آرہے ہیں (جو اہل بخار قائمہ: اس سے ثابت ہوا کہ مزاح (جائزہ منی مذاق) جائز ہے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کے

لباس رسول ﷺ کی تفصیل مع احکام لباس (16) از مفسر اعظم پاکستان علامہ محمد فیض احمد اسی قدس سرہ

رسالے "جائز فی مذاق" عجائب و غرائب" عمامہ کے مزید مسائل اور فضائل فقیر کی کتاب "ساج الکرمہ فی فضائل عمامہ" فضائل عمامہ" میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

لباس۔ ہمارے دور کے مسلمان لباس میں تکلف کرتے ہیں اسی طرح بعض علماء اور بعض پیر صاحبان بھی اگرچہ قیمتی اور اعلیٰ لباس بھی جائز ہے لیکن اس میں نیک نیتی ضروری ہے۔ تفصیل آئے گی۔ لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت کریمہ، لباس شریف میں وسعت اور ترک تکلف تھا یعنی جو لباس موجود پاتے زیب تن فرمالیتے اور تعین نہ فرماتے نہ ہی کسی خاص قسم کی جستجو فرماتے اور کسی حال میں عمدہ و نفیس کی خواہش نہ فرماتے۔ اور نہ ہی اونٹنی و حقیر کا تکلف فرماتے۔ جو کچھ موجود میسر ہوتا یقین لیتے اور جو لباس ضرورت کو پورا کر دے اسی پر ہی اکتفا فرماتے اکثر حالات میں چادر پیرا ان اور ازار ہوتا جو کہ سخت اور موٹے کپڑے کے ہوتے اور پشیمہ بھی پہنتے (مدارج المنوت حصہ اول)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لباس میں سادگی

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت ہیں کہ لبس رسول اللہ ﷺ الصوف واحدی المصنوف واکمل بشعائو لبس خشناً۔

رسول کریم ﷺ نے صوف (اونٹنی کپڑے) اور پیرندہ دار جو تہ پہنی بیع کیا یا ہے۔ حسن سے دریافت کیا گیا کہ بیع کیا ہوتا ہے انہوں نے بتایا کہ وہ کاموٹا آتا جو پانی کے بغیر طلق سے نیچے نہ اترے (فتوح رسول نمبر بحوالہ ترمذی ص 56)

☆ رسول کریم ﷺ کی چادر شریف میں متعدد بیوے لگے تھے جسے آپ اوڑھا کرتے تھے اور فرماتے میں اللہ کا بندہ ہی ہوں اور بندوں ہی جیسا لباس پہنتا ہوں (مشفق علیہ)

فائدہ: شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج میں فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اگر کبھی

لباس رسول ﷺ کی تفصیل مع احکام لباس (17) از مفسر اعظم پاکستان علامہ محمد فیض احمد اسی قدس سرہ

شاہان عجم عمدہ اور نفیس بیش بہا ہدیے بھیجتے تو ان کی تالیف قلوب کی خاطر زیب تن فرماتے مگر فوراً بدن شریف سے اتار کر لوگوں کو عطا فرما دیتے لیکن لوگوں میں انصاف کے پیش نظر تقسیم میں برابری فرماتے۔ اور وہ لباس آج کل لوگوں میں مشہور اور عام ہے (یعنی شلوار قمیص کرکتہ)

مسئلہ: عمدہ و نفیس پہنتا اور اس پر فخر و مباہات کرنا علماء پیر صاحبان کے شایان شان نہیں ہے بلکہ عورتوں کی علامت و نشانیاں ہیں۔ لیکن صاف ستھرا اور پاکیزہ لباس رکھنا اور اس میں میانہ روی اختیار کرنا اپنے ہم مناصب کے مشابہ ہونا بہتر ہے یہ خلاف مروت نہیں۔

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن کی تمام خوبیوں میں لباس کا ستھرا رکھنا اور کم پر ماضی ہونا بہت پسند ہے۔

اور حضور نبی کریم ﷺ میلے کپڑوں کو نا پسند فرماتے تھے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو بہت میلے اور غلیظ کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ فرمایا کیا یہ کوئی ایسی چیز نہیں رکھتا جس سے کپڑوں کو دھو لے۔

☆ آپ نے ایک شخص کو دیکھا جس کے ہال الجھے ہوئے اور میل سے بھرا ہوا ہے نہایت بری حالت میں ہے۔ فرمایا کیا تم میں کوئی ایسا آیا ہے؟ یعنی آنے والا شیطان ہے۔

(ابوداؤد شریف کتاب اللباس۔ مدارج المنوت)

زمانہ بدلا لوگ بدلے۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری زمانہ اقدس کے بعد لوگ دو قسم کے ہو گئے بعض نے آرائش اور نفیس لباس پہننے کو اختیار کیا اور بعض نے سخت لباس پہننے اور خستہ حالت میں رہنے کو اختیار کیا۔ یہ دونوں طریقے، سنت نبوی کے خلاف ہیں اگرچہ مباح ہیں۔ خلاصہ یہ کہ میانہ روی اور عدم تکلف ہر حالت میں پسندیدہ عمل ہے اس میں شک نہیں کہ ہمارے اسلاف علماء کرام و زہاد اور عبادت گزاروں کی سیرت میں خستہ حالی رہی ہے۔ اور احادیث مبارکہ میں بھی ان

ہاں رسول ﷺ کی تفصیل مع حکام ہاں (1B) مفسر عظیم پاکستان علامہ محمد رفیع احمد اویسی قدس سرہ

کی مدح و تحریف و ترغیب آئی ہے اور مروی ہے کہ البیدویہ من الایمان مستحالی ایمان میں سے ہے ورا راغلی، خمین وینت اور صاف سترے کپڑوں کے پاب میں احادیث مبارکہ کثرت ہیں اور جب حضور ﷺ تکبر و غرور کی مذمت فرماتے تو صبیحہ عرض کرتے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے مجھے ہوں اور اس کی جوتیاں محمد ہوں اس پر آپ نے فرمایا ان اللہ جمیل یحب الجمال الکبر بطر الحق بیشک اللہ جس ہے در خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ اور تکبر حق تعالیٰ سے سرکشی کرنا ہے مطلب یہ کہ ہاں وینت میں خوبصورتی و خمین مستلزم تکبر نہیں ہے تکبر تو حق تعالیٰ کے ساتھ سرکشی کرنا ہے۔

ان اللہ لطیف یحب المظاہف

بیشک اللہ تعالیٰ (اپنے شان کے لائق) پاک و صاف ہے، درودہ پاکیزگی و در صفائی کو پسند فرماتا ہے حدیث مبارکہ میں ہے الطہارت شطر الایمان۔ پاکیزگی ایمان کا حصہ۔ بعض مقامات پر طہارت کو نصف ایمان بھی قرار دیا گیا۔

حدیث مبارکہ میں ہے جو شخص تکبر کے طور پر اچھے کپڑے پہنے یا جو شخص درویش یا غم نہ ہو مگر اس نیت سے درویشوں اور عطاء کا ہاں پہنے کہ لوگ اس عالم یا درویش کہیں تو قیامت کے دن اس کو ذلت کا لباس پہنایا جائے گا۔ (احمد ابوداؤد ابن ماجہ)

پاکیزگی کے متعلق روایات و حکایات صحابہ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج میں چند احادیث نقل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

(۱) ایک صحابی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اس حال میں دیکھا کہ میرے جسم پر کم قیمت کے کپڑے تھے فرمایا کیا تیرے پاس کچھ مال ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں! اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر قسم کے مال و دولت سے نوازا ہے اونٹ بھی ہیں وریکریاں بھی ہیں۔ فرمایا پھر تو خدا کی نعمت اور اس کی بخشش کو تمہارے جسم سے ظاہر ہونا چاہیے۔

ہاں رسول ﷺ کی تفصیل مع حکام ہاں (19) مفسر عظیم پاکستان علامہ محمد رفیع احمد اویسی قدس سرہ

مطلب یہ کہ دولت کی حالت کے مناسب کپڑے پہناؤ اور اہل ابدعہ ربک فحدث اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو کہ مطابق خدا کی نعمت کا شکر ادا کرو۔

ایک روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے تو چاہیے کہ خدا کی نعمت کا شکر ادا کرو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال دیا ہے تو چاہیے کہ خدا کی نعمت کا اثر تمہارے جسموں سے دیکھا جائے اور اس کی نشانیاں تم سے ظاہر ہوں۔

مردی ہے کہ اللہ پسند فرماتا ہے بندے پر نئی نعمتوں کا اثر دیکھے۔ لہذا یہ ظاہری جمال و آرائش اس شکر نعمت کا موجب ہے جو جمال باطن ہے اور لباس لائق کا اثر یہ اسی جانب ہے حق تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا

یا بنی آدم قد ارسلناکم بساؤ ری سوء یمکم ذینشأ ولباس الثوی ذبک خیر اے بنی آدم ہم نے تم پر ایسا لباس اتارا جو تمہاری شرمگاہوں کو چھپاتا اور زینت بخش ہے اور تقویٰ کا لباس اتارنا یہ بہتر ہے۔ (کنز الایمان)

لہذا آدمی کو چاہیے کہ اپنے ظاہر و باطن کو صاف ستھرا اور پاک رکھے اور دل و زبان کو صدق و اخلاص کے زیور سے آراستہ بنائے اور اعضا و جوارح کو زیور طاعت و نظافت سے مزین کرے۔ یہاں حضرت شیخ فرید الدین عطار کا شعر یہ آیا وہ نام حق فاری میں فرماتے ہیں۔

ظاہرت چوں پاک کنی۔ باطنت حق کند ظاہر۔

یعنی تو اپنے ظاہر کو صاف ستھرا رکھ اللہ تعالیٰ تیرے باطن کو پاک فرمادے گا۔

(مزید تفصیل فقیر کی شرح نام حق میں ملاحظہ کریں)

نکتہ نجاتوں اور ناپاکیوں سے بدن کی طہارت کا حکم اور مکروہ باتوں کو موثر یا یعنی بظلوں کے ہال اور زینت باطن کو صاف کرنا، ختنہ کرنا، ناخنوں کو ترشوانا یہ سب باتیں مسنون اور فطرت ہے۔

فائدہ: فطرت کے معنی سابقہ انبیاء کرام کی سنتیں۔

الصما الاعمال بالنیات یعنی عمل کا دار و مدار نیت پر ہے۔

اگر عمرہ لباس پہننے سے مقصود نفس نیت، کبر، غرور، دنیاوی کز و فز کا غلبہ، آرائش، شوکت، نفس، فقر اور پرفیت دکھانا اور ان کے دلوں کو ذلت پہنچانا ہے تو قابل مذموم بلکہ بہت قبیح فعل ہے

جبکہ منافقوں کی مذمت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَإِذَا ارْتَبَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ لَمَّا أَجَسُوا

اور جب تم انہیں دیکھو تو ان کے اجسام تمہیں حیرت میں ڈال دیں۔

اور حدیث شریف میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے:

ان الله لا ي نظر الى صوركم واماوالبكم واما ي نظر الى لتوبكم واما عملكم

بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے موال کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تو تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔

اعتباہ۔ دور و ضر میں علماء کرام، مشائخ عظام، حفاظ و علمہ حضرات اچھے اور صاف سترے لباس استعمال کریں تاکہ عوام تحقیر نہ کریں لیکن اگر اس میں تکبر و بڑائی کی نیت ہو تو گناہ ہے۔

بلکہ اظہار نعمت، شوکت، علم، عزت و دین، جمال و جلال اور دینی حکام کی ہیروئی ہے تو قابل تعریف اور ثواب ہے۔ بکثرت علماء و مشائخ اسلاف نے نفیس ترین اور عمدہ لباس پہنا اور ان کی نیت اس میں نیک تھی۔ چنانچہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود کے لئے اور جمعہ وعیدین کے لئے اچھا لباس استعمال فرماتے بلکہ ان امور کے لئے مستقل لباس محفوظ رکھتے تھے۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بہترین چادروں میں لباس دیکھا اور آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی اظہار نعمت کے لیے ذوق برق و خوبصورت پہنے تو مستحق ثواب اور اگر غرور و تکبر سے پہنے تو مایوس و مکرہ ہوگا۔

خلاصہ میں ہے حسین و جمیل لباس استعمال کرنے میں کوئی گناہ نہیں اگر تکبر سے خالی ہو

ور، مجمع النور، میں ہے ایک دن حضور ﷺ مگر سے باہر تشریف لائے تو آپ نے ایک ہزار درہم کے برابر چارواڑھ رکھی تھی (اور ایک مرتبہ لباس کھڑے ہوئے تو چودہ سو درہم کی چادر جسم اطہر پر تھی۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما جب حروبیہ کے پاس بلو سفیر اسماء تشریف لے گئے تو نہایت ہی قیمتی کینٹی لباس میں بیوس تھے جب وہاں پہنچے تو انہوں نے کہا: مرحبا، اے ابن عباس یہ کیا خوب لباس ہے؟ آپ نے فرمایا تم اس پر معترض ہو۔

لَقَدْ رَأَيْتُمْ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَحْسَنَ مَا يَكُونُ مِنَ الْخُلَلِ۔ بے شک میں رسول اللہ ﷺ کو بہتر سے بہتر لباس میں دیکھا ہے (ابوراد و کتاب اللباس)

علامہ فرماتے ہیں کہ اس اعلیٰ قسم کا لباس پہننا ایسا ہے جیسے جنگ کے لئے تھیں لگا نا اور پیش بہا اور اچھے لباس پہننا اور ان چیزوں میں بڑائی اور کز و فز دکھانا جو حکمت اللہ کی برتری اور دین کی فتح مندی کو شامل ہے۔ حلیہ پراعتاد دین پرستی اور ان کے دل جلانے کے لئے ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی چادر مبارک کی قیمت چار سو دینار کی تھی اور آپ اپنے شاگردوں سے فرمایا کرتے تھے۔ جب تم اپنے شہروں کو واپس جاؤ تو مارا آؤ گے کپڑے پہن کر جاؤ

علماء کرام و صحیح صاحبان کا اچھا لباس

بعض حضرات یہاں نفیس لباس اس لئے پہنتے ہیں کہ دولت مندی، ورثہ و ثروت ظاہر ہو تاکہ ان کی جانب حاکمیت مندر اور سبک متوجہ ہوں اور اپنی ضرورتیں حاصل کر سکیں اسی کی مانند اونی و فقیر لباس پہننے میں بھی تفصیل کی جاتی ہے کہ اگر خست، بخل یا لوگوں کے اموال میں لالچ و احتیاج دکھانے کی بناء پر پہنے تو قابل مذمت ہے اور اگر زہد اور دنیاوی لیب و زینت و اس کے سزا و سامان سے عدم رغبت اور جو میسر ہو اس پر قناعت و ایثار کرنے کی وجہ سے پہنے تو محمود و راجح ہے۔ اور جس کی نیت ان دونوں سے خالی ہو وہ نہ مذموم ہوگی (مدارج النبوت، کتاب لباس)

حدیث پاک میں ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص باوجود قدرت کے قیمتی لباس پہننا بطور تواضع چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کو کرامت کا حلقہ پہنائے گا۔ (ابوداؤد شریف)

مسئلہ ظاہر یہ ہے کہ یہ قسم درکار باعث سے رنج ہوگی۔ بلکہ زیب و زینت کی تمام صورتوں میں فضیلت و استحباب میں تو کلام ہے لیکن اصل اہانت میں کلام نہیں ہے۔

انزالہ وہم و بہم مدیہ میں ایک بات، طریق سوسائٹے ہوئے کہتے ہیں کہ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ سلف صالحین کی سیرت اور مہذب لباس کی عقلی میں ہی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ سلسلہ شذیہ کے صوفیہ اپنے ہاس میں حسن و جمال اور زیب و زینت کو ٹھوکر کھتے ہیں۔ حالانکہ ان کا طریقہ سنت کا اتباع اور سلف صالحین کی اقتداء ہے۔

اس کے جواب میں اسے نقل کرتے ہیں۔ جو بعض عارفین نے جامع مفید اور فیصلہ کن بحث فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ سلف صالحین نے جب دیکھا کہ اہل غفلت اور دنیا میں مشغول ہونے والے ظاہری زیب و زینت میں مصروف رہتے ہیں۔ اور دنیاوی مال و متاع پر فخر و مہمات کرتے ہیں۔ اور اس پر اطمینان رکھتے ہیں تو ان حضرات صوفیہ کرام نے ان کی مخالفت اس قصد و ارادہ سے فرمائی کہ ظاہر کر دیں کہ جس چیز کو یہ غافل لوگ اتنا عزیز جانتے ہیں وہ کتنی حقیر و ذلیل ہے۔ اور حق تعالیٰ نے اس کی حقارت بیان فرمائی ہے اور جس چیز کے اہل غفلت اسے محتاج و ضرور مند ہیں وہ ان سے بے نیاز و مستغنی ہیں۔ اور ان کی مرغوب و محبوب چیزوں سے نفرت و ہذا اختیار کیا۔ درجہ کچھ خدا نے ان حضرات قدس کو مرحمت فرمایا ان نعمتوں پر شکر گزار ہوئے اور جب اس حال پر زمانہ دراز گزار گیا اور اس امر میں فساد نہ راہ پائی اور اس کی حقیقت جاننے میں دل سپاہ ہو گئے اور غفلت کی راہ لے دوسرے رخ اختیار کیا۔ درجہ کچھ لوگوں نے یہ بھی کی اور ہاس کی بوسیدگی کے پردے میں خالص دنیا میں حیدر جولی شروع کر دی۔ اور عوامہ برعکس ہو گئی۔ اور جو طریقہ ترک دنیا کا تھا وہ خود تحصیل دنیا کا ذریعہ بن گیا تو بعض متنفذین اہل ملت بیت نے جیسے مشائخ شاذلیہ اور ان کے اہل کے پیروکاروں نے اسے

ترک کر دیا۔ درجہ پہنچی۔ رہاس کی عقلی کی روش کو چھوڑ دیا اور اس امر کو حکمت و حقیقت کی نظر سے سلف صالحین کی سو فقت سمجھنے لگے۔ اور ان کی غفلت نہیں سمجھی۔ اگرچہ ظاہر میں ان کو یہ غفلت نظر آئی۔ حضرت شیخ بوکھن شذلی رحمہ اللہ جو سلسلہ شاذلیہ کے بانی و مقلد ہیں۔ رشاد فرماتے ہیں کہ "جو کوئی دن بد میں گزرتا ہے اس پر اعتراض کرتا ہے۔ یہ یہ جمل بیت۔ اور جمل لباس جو اب دنیا ہے کہ اسے شخص میرا یہ طریقہ و میرا یہ لباس رہاس حاس سے محمد مند کہتا ہے کہ خدا کا شکر ہے کہ مجھے مخلوق سے مستغنی بنایا ہے اور تیرا طریقہ و تیرا لباس پکار پکار کر کہتے ہیں کہ مجھے اپنی دنیا سے کچھ دو"۔

ان شاذلیوں کے افعال و اثار پر حکمت مٹی بر معنی اور مقرون بہ نیت ہیں۔
بہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاس مبارک کے بیاں اور اس کے انواع میں چند اصل بیاں کرتے ہیں (عمار شریف کا بیان و چند ضروری مسائل گہشتہ سمکات پر آپ پڑھ چکے ہیں)

پیرا ہن مبارک اور تہبند شریف (مع احکام)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیرا ہن مبارک (قیص) کی آستین پہننے تک ہوتی تھی اس سے زائد لمبی، سرعت حرکت اور گرفت میں مانع ہوتی تھی اور اس سے کم ہاتھ کو گرمی و سردی سے نہیں پہنچتی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام افعال و اعمال میں بے شمار معنی و حکمتیں ہوتی ہیں جو اعتدال و مناسبت پر مبنی ہیں۔ اسی طرح آپ کے پیرا ہن اور چادر مبارک کا دامن نصف پنڈلیوں تک ہوتا تھا اور تہبند کو گنوں سے بچا نہ رکھتے تھے اور گویا انصاف و عطف کے ساتھ اس طرف اشارہ ہے کہ نصف کی حقیقت جو وسط حقیقی ہے شرط نہیں ہے۔

تہبند (نقی) مبارک۔

چونا چپے کے ہاس کے بلو ب ز کا غلط استعمال فرمایا گیا ہے جس کے معنی تہبند (نقی) ہیں اہل سخت نے لکھا کہ ہر وہ چیز جو بدن کو چھالے اسے ازار کہتے ہیں۔ لیکن

لباس رسول ﷺ کی تفصیل مع حکام لباس (24) رمضہ عظم پاکستان کا ترجمہ فیض احمد فیضی قدس سرہ

لباس یہ نیکتے ہیں مائستور اسفل الہدین۔ وہ چیز (کیڑا) جو بدن کے نیچے سے کوڑھانپ دے۔
یاد رہے وہ زار جو عیوں کے عرف میں ہے اور اہل عرب سے سرائیل کہتے ہیں اور جسے ہم
پانچواں درشلور کہتے ہیں۔ (پانچواں درشلور کا بیان آتا ہے)

علامہ امام یوسف نبیل رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے کہ نبی کریم ﷺ کی لنگی تہبند چار ہاتھ لمبی
اور دو ہاتھ ایک بالشت چوڑی ہوتی تھی۔ جبکہ چار ہاتھ چھ ہاتھ لمبی ورنہ ہاتھ چوڑی ہوتی تھی
(انوار غوثیہ شرح شامی ترمذی)

حضرت سلمہ بن الاکوع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی تہبند (لنگی) نصف پنڈلی
کے اوپر ہوتی تھی اور فرمایا۔ ہلکذا کانت اذوۃ صاحبی یعنی اللہ تعالیٰ (شامی ترمذی)
میرے آقا و مولا ﷺ کی تہبند بھی اسی طرح ہوتی۔

☆ حضرت عبید بن خاندہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو آپ کی
تہبند نصف پنڈلی تک تھی۔ (شامی ترمذی)

تہبند غرور یا تکبر کی وجہ سے ٹخنوں سے نیچے لٹکانا حرام ہے۔

☆ جبرانی میں سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دیکھا کہ میرا تہبند گنوں سے نیچے ہے۔ تو نے فرمایا اے ابن عمر (رحمہما)
جو کیڑا زمین سے چھو جائے وہ آتش و درخ میں سے ہے۔

☆ اور بخاری شریف میں ہے کہ تہبند کا جو حصہ ٹخنوں کے نیچے ہے وہ آگ میں ہے۔

غور توں کے لیے۔ یاد رہے یہ حکم مردوں کے لئے اور عورتوں کو نکانا اور لب رکھنا جائز ہے۔

اس کی دلیل میں یہ حدیث مبارکہ ہے جب سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
عورتیں کیا کریں؟ فرمایا ایک ہاشت تک بڑھائیں۔ عرض کیا اب بھی پاؤں پر ہند رہتے ہیں ایک
ہاتھ تک بڑھائیں اس سے زیادہ نہ کریں۔ یہ حکم تہبند اور قمیض کے دامن کا ہے ظاہر ہے کہ زمین

لباس رسول ﷺ کی تفصیل مع حکام لباس (25) رمضہ عظم پاکستان کا ترجمہ فیض احمد فیضی قدس سرہ

سے دامن چھونا عورتوں کے لئے جائز ہے۔

جاننا چاہئے کہ اسہال یعنی لٹکانا تہبند کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ قمیض اور عمامہ کو بھی
شامل ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اس کی صراحت آئی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا اسہال، تہبند، قمیض اور عمامہ میں ہے جو کوئی ان میں بطریق رجونت و تکبر گھسٹتا ہے وہ آتش
و درخ میں سے ہے (ابن ماجہ)

لیکن اکثر احادیث میں اسہال، تہبند میں آیا ہے یہ کثرت وجود کے اعتبار سے ہے اور
لفظ ثوب کے ساتھ بھی مطلق آیا ہے لیکن حدیث کے مفہوم کا وجود عمامہ میں نقل رہتا ہے تو اس سے
مراد غلبہ یعنی شہد کی حد سے دراز ہے۔ اور آستین کو بڑھانا جیسا کہ اہل تجار کی عام عادت ہے وہ
بھی اس حکم میں داخل ہے۔

صاحب مواہب اللدیۃ نقل کرتے ہیں کہ یہ فراخ و دراز آستینیں قمیضوں کی مانند اور
برجوں کی مانند ہمارے ہمارے کی رسم نواہجہا ہے۔ نہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کیا نہ
کسی صحابی نے کیا۔ یہ ملت کے خلاف، غرور و تکبر کے زمرے میں ہے۔ اور بعض دیگر علماء سے نقل
کر کے کہتے ہیں کہ کسی اہل فہم و بصیرت پر غلبہ نہیں ہے کہ یہ لمبی بھی آستینیں جو عام طور پر لوگوں میں
روج پائی اس میں، سراف اور مال کا ضیاع ہے جس کی ممانعت کی گئی ہے لیکن لوگوں کی ایک
اصطلاح بن گئی ہے کہ ہر قوم کے کچھ شعراء اور علماء میں ہوتی ہیں جس سے وہ پہچانے جاتے ہیں لیکن
ان میں جو چیز غرور و تکبر کے طریقہ پر ہے اس کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اور جو چیز
بطریق عادت ہے اس میں حرمت اس وقت تک نہیں ہے جب تک کہ اس حد تک نہ پہنچے جس کا
حکم لباس میں درازن و کشادگی میں ممانعت سے متعلق ہے، اور قاضی عیاض سے منقول ہے کہ جو
عادت سے زیادہ ہو اور لباس کی عام لمبائی و کشادگی سے زائد ہو اس میں کراہت ہے۔ (مدارج)
علماء کے اقوال، ورنہ کشادگی کی حرمت و کراہت میں صریح ہیں لیکن لفظ عادت و مقدار کے داخل
کرنے میں ایک قسم کے جواز کا اشارہ ہے اس میں انہیں محذور گردانتے ہیں۔

لباس رسول ﷺ کی تعمیل مع احکامہاں (26) از دفتر عظیم پاکستان علامہ محمد رفیع محمد دینی قدس سرہ

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی عاراج میں وضاحت فرماتے ہیں کہ حرمین شریفین زاد الملت حضرت علیہ السلام کا بارے میں کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس کا بیان نہ ہمارا عرف و شعار ہو گیا ہے مگر نہ کریں تو ہم پیچھے نہ جائیں اور ہماری عزت ختم ہو جائے لیکن کلام اس میں ہے کہ یہ عرف و شعار کیوں بنایا گیا ہے جو خلاف سنت ہے واللہ اعلم۔

اگر تکبر اور غرور کی نیت سے نہ ہو تو؟ بہر حال تہجد وغیرہ میں سہل و درازی کی حرمت و کراہت کے سلسلے میں جو کچھ آیا ہے وہ تکبر اور ترنیں کی نیت کے ساتھ متعین ہے۔ اور جہاں ایسا قصد نہ ہو مثلاً سردی وغیرہ سے بچنا یا کوئی اور عذر وغیرہ تو وہ اس حکم میں داخل نہیں ہے۔

علامہ حدیث مبارک میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عادت و وضع ایسی ہو گئی تھی کہ آپ کا تہجد نہ بچنے لگا کرتا تھا اور اسباب ہی کی صورت میں بیٹھ جاتا کرتے تھے۔ جب اس بارے میں ممانعت واقع ہوئی تو آپ نے حضور نبی کریم ﷺ سے اظہار کیا کہ میرے تہجد کی یہ حالت ہے میں کیا کروں۔ آپ نے فرمایا تم ان میں سے نہیں ہو جو مغرور و تکبر لوگوں کی عادت بنی ہوئی ہے۔

شلوار پر پاشی مہ۔ اس میں اختلاف ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پہنا ہے یا نہیں؟ اس پر بعض علماء کرام نے یقین کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے نہیں پہنا ہے۔

اور ابو یعلیٰ موصلی اپنی مسند میں بسند ضعیف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک دن بازار گیا تو آپ ایک دکان میں تشریف فرما ہوئے پھر ایک سراویل (پانچاماں چار درہم میں خریدا اور اہل بازار کا ایک (قرآن) یعنی تولیے دار تھا جو درہم کو تولیے کرتا تھا اس سے آپ نے ارشاد فرمایا: وزن کر اور خوب اچھی طرح ٹھیک وزن کر داس پر اس نے کہا میں نے اس طرح بات کسی سے نہیں سنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وزن سے فرمایا تجھ پر افسوس ہے تو نہیں جانتا یہ ہمارے نبی ہیں۔ پھر وہ ترازو چھوڑ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک کی طرف جھکا اور چاہا کہ حضور کے دست

لباس رسول ﷺ کی تعمیل مع احکامہاں (27) از دفتر عظیم پاکستان علامہ محمد رفیع محمد دینی قدس سرہ

مبارک کو بوسہ دے۔ مگر آپ نے اپنا دست مبارک کھینچ لیا اور فرمایا: اے فلاں! یہاں بھی لوگ اپنے بادشاہوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ میں بادشاہ نہیں ہوں میں تمہیں میں سے ایک شخص ہوں اور آپ نے سراویل (شلوار) سے لی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے چاہا کہ میں اٹھا لوں فرمایا مال کا مالک زیادہ حقدار ہے کہ وہ خود اپنے مال کو اٹھائے مگر یہ کہ وہ کمزور یا مجبور ہو۔ اور اٹھانے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو ایسے مسلمان بدلتی کی ماں کے اٹھائے جانے میں مدد کرنی چاہئے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا پہننے کے لئے سراویل خرید فرمائی ہے۔ فرمایا ہاں! میں اسے سفرو و حضر و دن اور رات میں پہنوں گا۔ اس لئے مجھے خوب ستر پوشی کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اس سے بہت ستر پوش کوئی دوسرا لباس نہیں دیکھا۔ اس حدیث کو بکثرت محدثین نے بسند ضعیف روایت کیا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس کو خریدنا صحت کے ساتھ ثابت ہے۔ اور ہدایہ میں ہے کہ اس کا خریدنا پہننے کے لئے تھا۔ روایت کیا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پہنا اور آپ کی اجازت سے صحابہ نے بھی پہنا۔ (وہ اللہ اعلم)

انتباہ۔ اس حدیث مبارک کو دہانی دیو بندی ہاتھوں کو بوسہ نہ دینے پر دلیل کے لیے پیش کریں گے مگر یاد رہے اس موقع پر آپ نے بادشاہوں امراء دنیا داروں کے ہاتھوں کو بوسہ دینے کی نفی فرمائی ہے جیسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بازار سے خریدا گیا سامان اٹھانے سے منع فرمایا تو یہاں کمزور اور محتاجوں کی مدد کی ترغیب مراد ہے۔ ویسے بھی محدثین کرام نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے تاہم دہانی اعتراض کرنے کے استاد ہیں فقیر نے وضاحت کر دی ہے مزید تحقیق کے لیے فقیر کی کتاب "بزرگوں کے ہاتھ پاؤں چومنا کیسا؟" میں دیکھیں

شلوار و قمیص۔ اردو لباس آج کل لوگوں میں مشہور اور عام ہے (یعنی شلوار قمیص رکرت) دوسرے زیادہ نبی کریم ﷺ نے استعمال نہیں فرمایا۔ ایک بار اس وقت پہنا جب شاہ حشہ نباشی نے تحفہ آپ کی خدمت میں بھجوایا اسے آپ نے ایک بار پہن کر حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو عطا فرمادیا

ابن رسول اللہ ﷺ کی تفصیل مع کامہاس (28) از مفسر اعظم پاکستان علامہ محمد فیض احمد اویسی قدس سرہ

- دوسری مرتبہ یمن سے آئے والے مخالف اور ہدیہ میں آیا اسے ایک بار کھن کر حضرت وحید کلبی علیہ السلام کو عطا فرمادیا۔

قیس رکر تہ مبارک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محبوب ترین ہنس قیس مبارک تھی۔ مگر چہ تہبند اور چادر شریف بھی بہ کثرت زیب تن فرماتے تھے لیکن قیس کا پہننا زیادہ پسندیدہ تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کا پیراہن مبارک سوتی و رنگ دامن و آستین والا تھا اور آپ کی قیس مبارک میں نیچے یسین تھیں گئی ہوتی تھیں۔

قیس میں گر بیان / جیب مبارک۔ آپ کی قیس مبارک کا گریبان سینے کے بائیں جانب بنایا جاتا تھا اور اس کے باندھنے کی جگہ دائیں جانب ہوتی تھی۔ حضرت شیخ متقی شاہ عبدالحق مدارج میں فرماتے ہیں کہ بلاشبہ علامہ کرام، محدثین عظام اور دیار عرب کے تمام حوٹوں میں معروف ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیس مبارک میں سینے کے مقام پر جیب تھی اور یہ قیس کی سنت ہے یہ جو ماوراء النہر اور پاک و ہند کے لوگوں میں معروف و مشہور ہے کہ گردن کے دونوں طرف دو ٹکڑے لگاتے ہیں عرف عرب میں یہ عورتوں کے ساتھ مشہور ہے اور مردوں کے سینے پر ٹکڑے ہوتے ہیں اور ان شہروں میں اصطلاح اس کے برعکس ہے۔ (مدارج النبوت حصہ اول)

حکایت حضرت الشہ عبدالحق محدث دہلوی مدارج میں فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ ایک دن میں حرم شریف میں ایک ہندی رفیق کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا جس کی قیس میں ہمارے ملک کے دستور کے مطابق تھے لگے ہوئے تھے تو ایک عربی عالم بار بار میرے آگے آتا جاتا اور اس ہندی شخص کو دیکھتا۔ اس عرب سے کہا گیا یا سیدی کیا دیکھتے اور کیا جتو فرماتے ہو؟ اس عالم نے کہا اس شخص کو شرم نہیں معلوم ہوتی کہ عورتوں جیسا لباس پہنے حرم الہی میں بیٹھا ہوا ہے۔

حضرت معاذ بن قرقہ علیہ السلام اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آیا تا کہ آپ کی متابعت کروں اس وقت میں نے دیکھا

ہاس رسول اللہ ﷺ کی تفصیل مع کامہاس (29) از مفسر اعظم پاکستان علامہ محمد فیض احمد اویسی قدس سرہ

کہ آپ کے پیراہن شریف کے نیچے کھلے ہوئے ہیں تو میں نے آپ کی قیس مبارک کی جیب میں ہاتھ ڈال کر مہر موت کو چھوا۔

اسے تردید نے روایت کیا۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بتا رہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیس مبارک میں جیب تھی اور جسے اس کا علم نہیں وہ اس کے برعکس خیال کرتا ہے۔

تہبند اور چادر مبارک۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر شریف کی لمبائی چار گز شرعی اور اس کا عرض دو گز شرعی اور ایک ہاشت تھا۔ چادر مبارک کے متعلق چند روایات۔

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ ازار چادر لئے ہوئے تھے۔ جو جنبش کرتا تھا۔

☆ مروی ہے کہ حضور ﷺ اپنے تہبند کو سامنے کی جانب لٹکاتے۔ اور عقب میں اونچا رکھتے تھے۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو زیر ناف تہبند باندھے دیکھا ہے اور آپ کی ناف ظاہر تھی۔ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ناف کے اوپر تہبند باندھے دیکھا ہے۔

☆ ابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شب مرقع میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمارے لیے تہبند اور چادر نکال کر دکھایا۔ اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی حالت کے ساتھ ان کپڑوں میں رحمت فرمائی ہے۔

لباس نبوی سے برکات اور صحابہ کرام

☆ سیدہ اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جہر شریف تھا جب آپ کا وصال یا کمال ہوا تو اسے میں نے لے لیا اور فحقن نفس لہا یلقن حسی یتسفسعی بہا ہم بیماروں کی شفا کی خاطر اسے دھو کر پاتے ہیں

توضیحا ہو جاتی ہے۔ (مسلم شریف ج ۲۲۔ مدارج النبوت ج اول)

☆ حضرت عمر بن جابرؓ فرماتے ہیں کہ بنی کریم ﷺ کے قیام مبارک کا ایک حصہ (مکو) میرے پاس تھا لہذا لیسوا لعلی بنی ہاشم (ابن عدی الاصابہ) ہم اسے دھو کر بیماروں کو پلاتے تو شفا ہو جاتی ہے۔

☆ حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ الکریم، حضرت جعفر اور حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کا جب وصال ہوا تو النعمان البیہقیؒ نے آپؐ کے ہاتھ مبارک ان کو بطور کفن پہنایا صبیحہ کرام عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کی وجہ ہے فرمایا کہ اپنی قمیض سے ان کو کفن دینے سے مردیہ تھی کہ ہرگز آتش دوزخ ان کے بدن کو مس نہ کرے میرے ہاتھ پر ان پہنانے کی وجہ حلہ ہائے بہشت ان کو نصیب ہوں۔ چنانچہ ان کی تدفین کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اُنہیں سے عن ربی انہا من اهل الجنة مجھے میرے رب کی طرف سے خبر دی کہ یہ بی بی جنتی ہے۔ (المسند ج ۳۔ الاستیعاب ج ۳۔ حلیۃ الاولیاء ج ۳)

(ف) ان احادیث مبارکہ سے تبرکات میں برکتوں کا ثبوت واضح ہے۔ مزید تفصیل کے لیے فقیر کی کتاب "البرکات فی البتھرات" کا مطالعہ کریں۔

جبہ شریف آپ کے لباس میں جبہ کا ذکر بھی ملتا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رومی جبہ تک آستین کا پہنا ہے اور وضو کے وقت دستائے مبارک کو آستین سے نکال کر جبہ کو کندھوں یا پشت پر ڈال دیتے اس کے بعد ہاتھوں کو دھوتے۔ یہ حالت سفر کی تھی کیونکہ سفر میں آپ تک لباس پہنا کرتے تھے۔

مختلف ملبوسات بنوی۔

☆ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جڑے پھل کو پسند

فرماتے تھے۔ یہ ایک قسم کی چادر ہے جس میں سرخ و حاریاں تھیں۔

جیسے میرے سرکار ہیں ویسا نہیں کوئی۔

☆ حضرت جابر بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چاندنی رات میں دیکھا وہ آپ کے جسم اطہر پر سرخ جوڑے تو میں کبھی آپ کو دیکھتا تھا در کبھی چاند کو فرماتے ہیں۔
لَمَّا ذَاكَ أَحْسَنُ عُنْدِي مِنَ الْقَمَرِ (ترمذی۔ دارقوتی۔ مشکوٰۃ شریف۔ مدارج النبوت)
بالآخر میرے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاند سے زیادہ حسین تھے۔

☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی کو نہ دیکھا ایک روایت میں ہے کہ کسی چیز کو نہ دیکھا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرخ جوڑے میں آپ سے زیادہ حسین ہو۔

☆ ایک روایت میں ہے کہ میں نے کسی خود ازلفوں والے کو سرخ جوڑے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ خوشتر نہیں دیکھا۔

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید میں اور جمعہ میں اپنے سرخ حد کو پہنا کرتے تھے۔ حد جوڑے کو کہتے ہیں جس میں چادر و تہبند ہوتا ہے حد یعنی جوڑے دو کپڑے کو کہتے ہیں۔ یا اس کپڑے کو جو ستر و رو در جزا یا حراں کپڑے کو کہتے ہیں جس میں سرخ و حاریاں ہو جیسا کہ آج بھی ہمارے ملک میں ہوتا ہے۔ اور یہی وہ چادر شریف ہے جو "بردیائی" کے نام سے مشہور ہے کیونکہ اس میں سرخ و حاریاں تھیں۔ اس سے وہ خاص سرخ رنگ مرد نہیں ہے جس کی من نعت کی گئی ہے۔

ازالہ وہم۔ بعض لوگوں کو اس حدیث سے اشتباہ ہوتا ہے کہ سرخ لباس جاتا ہے یہ خطا ہے سرخ سے مراد وہی ہے کہ سرخ و حاریاں تھیں۔

☆ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ایک مرتبہ سیاہ

چادر زیب تن فرمائی میں عرض کیا یا رسول اللہ یہ آپ کے جسم پر کسی خوب رنگ رقی ہے آپ کی رنگت مبارک کی سفیدی اس کی سیاہی سے وراس کی سیاہی آپ کی سفیدی ل کر یوں نظر آتی ہے جیسے سیاہ ہادوں کے درمیان سورج چمک رہا ہو (الوفاء)

خالص سرخ رنگ کی ممانعت۔ صحیح مسلم میں حضرت بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے جسم پر سرخ رنگ کا لباس دیکھ کر فرمایا یہ کفار کا لباس ہے اس سے بچو۔

علامہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اس وقت میرے جسم پر سرخ رنگ کا لباس تھا۔ آپ نے فرمایا تم نے اسے کہاں سے لیا ہے؟ میں نے عرض کیا میری بیوی نے میرے لئے بنا ہے فرمایا اسے جلا دو۔

سبز رنگ کا لباس۔ سبز رنگ کے بارے میں حضرت امیر کی حدیث واقع ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے آپ کے جسم اطہر پر دو سبز چادریں تھیں علامہ اور عطاء بن ابی اعلیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ طوف میں سبز چادر شریف سے اضطہا رخ کئے ہوئے تھے۔

حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دو سبز رنگ کی چادروں میں ملبوس دیکھا (ترمذی شریف)

اس سے مراد ایسی چادر ہے جس میں سبز دھاریاں تھیں۔ اگرچہ یہ جگہ خاص سبز ہونے کا بھی احتمال رکھتی ہے۔ لیکن دیا ر عرب میں بھی معنی مشہور و معروف ہیں اور زرد رنگ بھی اسی معنی میں ہے کہ زرد رنگ کی دھاریاں تھیں۔ بعض لوگ حدیثی جوڑے کے معنی پر بھی کپڑا سمجھتے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے تحقیق وہی ہے جو مذکور ہو چکی ہے۔

مرد کے لیے سرخ رنگ کا لباس؟ صاحب مواہب نے امام نووی سے سرخ رنگ کے

بارے میں علماء کا اختلاف نقل کیا ہے۔

چنانچہ صحابہ و تابعین اور ان کے بعد کے علماء کی ایک جماعت نے مباح قرار دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ اس کے قائل، امام شافعی، امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہم اللہ ہیں۔ لیکن امام مالک نے فرمایا ہے کہ غیر سرخ لباس افضل ہے۔ اور ایک روایت میں سرخ کپڑا گھروں میں دوسروں میں پہننا جائز رکھا ہے۔ درمخلوں اور بازاروں میں مکروہ قرار دیا ہے۔ ورا یک جماعت اس پر ہے کہ یہ مکروہ بکراہت تنزیہی ہے۔ اور ممانعت کو اسی پر محمول کرتے ہیں۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرخ جوڑا پہنانا ثابت ہو چکا ہے۔

اس کا جواب دیا جا چکا ہے یعنی خالص سرخ نہ تھا بلکہ سرخ دھاریاں تھیں اور بعض نے اس ممانعت کو جوعمرے کے احرام پہننے والوں پر محمول کیا ہے یہ بھی ایک تکلف ہے اس تخصیص پر کوئی دلیل نہیں ہے ورنہ ہب خفی میں بھی کئی قول ہیں مگر صحیح یہ ہے کہ یہ مکروہ بکراہت تحریمی ہے اور اس کے ساتھ بکراہت لڑنا جائز ہے۔ اور شیخ قاسم خفی جو ائمہ احناف اور ان کے متبعین میں سے ہیں مفسر میں تھے انہوں نے تحقیق کی ہے کہ سرخ لباس رنگ کی بناء پر مکروہ ہے خواہ زعفرانی ہو یا غیر زعفرانی۔

صاحب مواہب کہتے ہیں کہ تابعی نے "معرفت سنن" میں مسئلہ کا اتفاق کیا ہے اور کہا ہے کہ امام شافعی نے ایک شخص کو زعفران میں رنگے ہوئے کپڑے سے منع کیا ہے اور زعفرانی کو مباح قرار دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا میں نے زعفران میں رنگے ہوئے کپڑے پہننے کی اجازت اسی بناء پر دی ہے کہ میں نے کسی ایک کو ایسا نہ پایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ممانعت اس بارے میں بیان کرے۔ بجز اس قول کے جو حضرت علی امیر نقی کرم اللہ وجہہ سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اس سے منع فرمایا اور ہم نہیں کہتے کہ ہمیں بھی منع کیا ہے۔

درستی فرماتے ہیں کہ ہاں ایسا حدیث وارد ہیں جو علی العموم مخالفت پر دامت کرتی ہیں اور تحقیق نے مسلم کی حدیث میں کی کہ "یہ کفار کے لباس سے ہے" اس کے بعد تابعی نے اور احادیث

بیان کر کے کہا کہ اگر یہ امام شافعی رحمہ اللہ کو یقین تو یقین وہ اس کے قائل ہو جاتے۔ اس کے بعد بیٹی نے اپنی سناد کے ساتھ ذکر کیا کہ امام شافعی رحمہ اللہ سے یہ بات صحت کو پہنچی ہے کہ آپ نے فرمایا جس وقت میرے قول کے خلاف کوئی حدیث صحت کو پہنچے تو اس حدیث پر عمل کرو و میرے قول کو چھوڑ دو و بیٹی فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے مضرعہ میں سنت کا اتباع کیا ہے اور فرمایا میں نے جو اس شخص کو منع کیا ہے وہ مضرعہ فی رنگ کے ساتھ ہے و میں اسے حکم دیتا ہوں کہ وہ مضرعہ فی رنگ کو دھوا لے۔ حال نکاح کی متابعت معصر میں اولیٰ تھی۔

لہذا معلوم ہوا کہ مضرعہ فی اور مضرعہ کپڑا ممنوع ہے۔

کبیل مبارک۔ حضور نبی کریم ﷺ موسم کے لحاظ سے کبھی کالی کالی بھی اوڑھا کرتے تھے۔ ہذا ام المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کے وقت ہر تشریف لے جاتے تو آپ پر کالی کالی ہوتی۔

ہذا انہیں سے راویت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مسجد شریف میں تشریف لے گئے اور آپ نے اُون سے بنا ہوا کبیل اوڑھا رکھا تھا۔

ایب لباس جو غیروں کے مشابہ ہو؟

مقتدی سے ہمارے مسلمان اسلامی لباس سے بیگانے ہوتے جا رہے ہیں۔ یہود، ہنود کا لباس پہن کر فخر محسوس کرتے ہیں جبکہ احادیث مبارکہ میں غیروں کی مشابہت سے منع کیا گیا جیسا کہ بود و دود کا کم کی حدیث میں ہے کہ: من تشبه بقوم فهو منهم

جس نے جس قوم کی مشابہت اختیار کی وہ اسی میں سے ہے۔

اور ترمذی کی حدیث میں ہے: لبس من تشبه لغيره

وہ ہم میں سے نہیں جس نے ہمارے غیروں کی مشابہت اختیار کی۔

ایسی پاکیزہ لطافت پہ لکھوں مسام۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہد مخلوقات میں

اعلیٰ و اعلیٰ ہیں اس لئے اس کی علامت آپ کے بدن شریف میں ظاہر تھی کہ آپ کے جسم اطہر سے لگنے کی وجہ سے آپ کے کپڑے میلے نہ ہوتے تھے۔ ورنہ آپ کے لباس مبارک پر جوس پڑتی تھی اور نہ کپڑوں پر اور نہ آپ کے جسم اطہر پر کبھی بیٹھی تھی جیسا کہ بے شمار احادیث مبارکہ میں آیا ہے۔ (تفصیل کے لیے فقیر کی کتاب "غوشہ بولے رسول" کا مطالعہ کریں۔)

ایک شبہ اور اس کا زائل

حضرت الشیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج شریف میں ایک شبہ نقل فرمایا ہے کہ اس حدیث سے نکال کیا جاسکتا ہے جسے امام احمد نے اپنی مسند میں دور ترمذی نے شامل میں ذکر کیا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب ان سے دریافت کیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شانہ اقدس میں تشریف فرما ہوتے تو آپ کے معمور کیا ہوا کرتے تھے انہوں نے فرمایا۔

كان رسول الله ﷺ يلقى لوبه ويحلب شانه ويخصف نعله

یعنی حضور کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کپڑوں میں جوں تلاش کرتے اور اپنی بکری کا دودھ دوتے۔ اور اپنی نطن مبارک کو میا کرتے تھے۔

اس کے جواب میں علماء کرام فرماتے ہیں۔

(نمبر ۱)۔ کہ شاید حضور ﷺ کے کپڑوں میں کسی دوسرے شخص سے جوں آگئی ہو بغیر اس کے بدن لطیف سے پیدا ہوئی ہو اور یہ بات بھی ممکن ہے۔

(نمبر ۲)۔ یا کہ یوں کہ جائے کہ اس جگہ غلطی کا اطلاق خس و خاشاک کے چنے پر ورنہ جنونیوں کے تلاش کرنے پر ہے جو میں سے عموماً کپڑوں میں چڑھ آتی ہیں پتھر یا ہو۔

(۳)۔ ایک "فتی" کی صورت یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے لباس مبارک کی ایک جگہ بول فرمایا کرتے اور اسے اس طرح پاک و صاف فرماتے جس طرح عام طور سے لوگ کپڑوں میں جوں

تلاش کرتے ہیں اس مسکن (یعنی شیخ متقی شاہ عبدالحق صاحب مدارج النبوة) کے ذہن میں یہی معنی بیٹھے اور قرار پکڑتے ہیں (و لہ عدم مطابقة الحاصل علی وجه الکمال) (مدارج النبوة)

انگوٹھی مبارک

ہذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں سے انگوٹھی بھی تھی جسے آپ پہنا کرتے تھے۔ اس کا مختصر ذکر حاضر ہے۔

ہذا صحیحین میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور وہ آپ کے دست مبارک میں رہی آپ کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی ان کے بعد امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں اس کے بعد حضرت سیدنا عثمان دو نورین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی یہاں تک کہ وہ میرا ریس میں گر پڑی۔ اس کے بھینڈ پر محمد رسول اللہ کا نقش تھا۔ (شامل ترمذی)

(میرا ریس ایک کنوئیں کا نام ہے جو مسجد نبوی کی جانب تھا اب تو نجدیوں نے اس کا نشان تک بھی ختم کر دیا ہے)

ہذا اس انگوٹھی کے گرنے کی تفصیل یوں ہے کہ یہ انگوٹھی رسول کریم ﷺ میں قبضہ و تصرف میں رہی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت تقریباً دو سال چند ماہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت دس سال اور چند ماہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس چھ سال رہی۔ جمع المومنین میں مداحی القادری فرماتے کہ تینوں خلفاء کرام ای خالصم بہ اول للعبسک اس سے مہر فرماتے تھرک کے لیے اپنے پاس رکھتے۔ معلوم ہوا تھرکات کو ملحوظ رکھنا صحابہ کرام کی سنت ہے۔

شیخ متقی شاہ عبدالحق داہوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج شریف میں ترمذی شریف کے حوالہ سے بیان فرماتے ہیں کہ یہ انگوٹھی "مغنیق" کے ہاتھ سے میرا ریس میں گر پڑی، معنی (حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام اور)، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خادم کا نام تھا۔ یہ بھی محال ہی

مردی ہے کہ اس انگوٹھی کو بہت تلاش کیا گیا اور کنوئیں کا پانی تین دن تک ٹکانا گیا اور اسے صاف کیا گیا مگر دستیاب نہ ہوئی۔

علامہ فرماتے ہیں کہ اس انگوٹھی میں کچھ اسرار تھے جس سے کارہائے ملک و ملت کا انتظام و اہستہ تھا جس طرح کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری میں صفت تھی کیونکہ اس انگوٹھی کے کم ہو جانے کے بعد ان ملک میں تفرقہ و فساد شروع ہوئے۔ جیسا کہ مشہور ہے اور رسول اللہ ﷺ کی انگشتری کم ہو جانے کے بعد تفرقہ اور فتنے ظہور پذیر ہوئے۔ اس کی ابتداء حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے ہوئی اور قیامت تک تھے اور خون خرابے ہوتے رہیں گے۔

☆ صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ۔

كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ مِنْ وَرَقٍ وَتَمَّانَ لُحْصَةً حَبَشِيًّا (شامل ترمذی)

ترجمہ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی مبارک چاندی کی تھی اور اس کا بھینڈ حبشہ کا تھا۔

حبشی کے متعلق اقوال۔ بعض کہتے ہیں کہ سیاہ پتھر تھا بعض کہتے ہیں کہ وہ جو پتھر حبشہ میں ہوتا ہے اور اس کی کان حبشہ میں تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا بنانے والا حبشی تھا۔

ہوے دو دیگر دعوات کی انگوٹھی کی ممانعت۔ متعدد احادیث میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ میں لوہے کی انگوٹھی دیکھی فرمایا کیا بات ہے کہ میں تیرے پاس جہنمیوں کا زیور دیکھا ہوں اس کے بعد اسے فرمایا چاندی کی انگوٹھی بنا اور اسے ایک مشقال یعنی ساڑھے تین ماشے سے زیادہ نہ کر۔

☆ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس کے ہاتھ میں پتھر کی انگوٹھی تھی (جس سے بتوں کو ڈھالا جاتا تھا) جس کو نہ سونے کا ہم رنگ ہوتا ہے اس نے عربی میں پتھر کو "شہ" کہتے ہیں (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے کیا ہوا کہ تجھ سے بتوں کی پائتا ہوں یہ سننے ہی اس شخص نے انگوٹھی کو پھینک دیا۔ پھر حاضر ہو تو وہ ہے کی انگوٹھی پہن

ہاں رسول ﷺ کی تعظیم مع احاطہ ہاں (38) مفسر عقلم پاکستان علامہ فیض احمدی قدس سرہ

رکھی تھی۔ حضور کریم ﷺ نے فرمایا: ”کیا ہے میں تجھ پر درخیزوں کا لباس دیکھ رہا ہوں؟“ اس شخص نے اس کو بھی اتار پھینکا اور دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں کس چیز کی انگوشی بنواؤں؟ فرمایا: چاندی کی اور ایک مشقال پورا کر۔ (ترمذی، ابوداؤد، مسلم)

(ف) مشقال تو لٹے کا ایک وزن ہے جو عرف عام ایک درہم (تقریباً ۳ ماشے) کا ہوتا ہے (مصباح اللغات)

سونے کی انگوشی۔ اب رہی سونے کی انگوشی تو صحیحین میں حضرت براء، ابن عارب اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوشی کو منع فرمایا ہے۔ نیز صحیحین میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے سونے کی انگوشی بنوائی اس کے بعد صحابہ نے بھی سونے کی انگوشیاں بنوائیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور اپنے ہاتھ مبارک سے اس انگوشی کو اتار پھینکا اور صحابہ کرام نے بھی نکال کے پھینک دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوشی بنوانے سے منع فرمایا۔ (بخاری، مسلم)

صحابہ کا عشق۔ ایک روایت میں ہے کہ جب صحابہ کرام نے اپنی سونے کی انگوشیاں نکال کے پھینکیں تو کسی صحابی نے اسے نہ اٹھایا۔ بعض نے کہا بھی کہ کیوں نہیں اٹھاتے تمہارا مال ہے انہوں نے جواب دیا ہم اسے ہرگز نہ اٹھائیں گے جس کی حضور ﷺ نے ممانعت فرمائی ہے اور اسے مکروہ جانا ہے۔ (مدارج المنوت)

ہذا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوشی دیکھی تو اس کے ہاتھ سے نکال کر پھینک دی اور فرمایا: ”(کیا) تم میں سے کوئی ارادہ کرتا ہے کہ دوزخ کی آگ کا انکار اپنے ہاتھ میں لے کر رسول اللہ ﷺ کے تشریف لے جائے؟“ بعد اس سے کہا گیا کہ اپنی انگوشی اٹھا لے اور (بیچ کر) فائدہ حاصل کر تو اس نے جواب

ہاں رسول ﷺ کی تعظیم مع احاطہ ہاں (39) مفسر عقلم پاکستان علامہ فیض احمدی قدس سرہ

دیا واللہ میں اس انگوشی کو ہرگز نہ اٹھاؤں گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو پھینک دیا ہے (مسلم) کاش ہمیں بھی اللہ تعالیٰ بھی بہ کر م و را جذبہ نصیب فرمائے کہ جس چیز سے سر کا ﷺ منع فرمائیں اس سے باز آجائیں جیسا ایمان ہے اسی میں دو جہان کی کامیابی و سرفرازی ہے۔

سونا اور حریر مرد کے لیے حرام ہیں۔ سونے کا نکات سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ لکھ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے داہنے ہاتھ میں سونا یا دریا میں ہاتھ میں حریر اور فرمایا کہ ”میری امت کے مردوں پر یہ دونوں حرام ہیں۔“

عقیق کی انگوشی کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم عقیق کی انگوشی پہنو اور داہنا ہاتھ نہنت کا زیادہ مستحق ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ عقیق کی انگوشی پہنو کیونکہ کھجائی کو دور کرتا ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ وہ مہارک ہے۔

اور سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عقیق کی انگوشی پہنی وہ خیر دیکھے گا اور حدیث میں بھی مروی ہیں لیکن علماء فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیق کی انگوشی پہننے کے بارے میں کچھ ثابت نہیں ہے۔ (مدارج المنوت)

(جمع الاسماء میں امام ملا علی القاری نے فرمایا کہ اس قسم کی روایات ہیں جیسا کہ حفاظ حدیث نے (کر کیا) ہذا اور چاندی کے نگ کی انگوشی کے بارے میں بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انگوشی بھی چاندی کی تھی اور نگ بھی چاندی کا تھا اور مسلم میں ہے کہ انگوشی چاندی کی تھی اور نگ جیسی تھا جیسا کہ گزرا علماء فرماتے ہیں کہ ممکن ہے دو انگوشی ہوں ایک لکھی اور دوسری دیکھی۔ کبھی اسے پہنتے اور کبھی اسے۔

انگوشی بطور مہر استعمال فرماتے۔

ہذا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے قیصر کسریٰ کے نام خط تحریر فرمائے گا

رادہ فرمایا تو عرض کیا گیا مہر کے بغیر خط قوس نہیں کرتے تو رسول کریم ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی
بہنائی جس پر محمد رسول اللہ نقش کرایا (مسلم شریف)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی سوئی وراس میں ”محمد رسول
اللہ“ نقش کرایا۔ اور لوگوں کو منع فرمادیا کہ اپنی انگوٹھیوں میں سے نقش نہ کریں۔

☆ بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ كَانَ لِنَفْسٍ خَالِصٍ النَّبِيِّ
ﷺ مُحَمَّدٌ مَسْطُورٌ مَسْطُورٌ مَسْطُورٌ مَسْطُورٌ مَسْطُورٌ مَسْطُورٌ مَسْطُورٌ مَسْطُورٌ مَسْطُورٌ مَسْطُورٌ
محمد، دوسری سطر میں رسول، اور تیسری سطر میں اللہ، وفتح الہامی میں ہے کہ طہریہ ہے کہ کتابت
اس طرح ہوگی کہ محمد کی سطر اوپر اور رسول کی سطر درمیان میں اور اس کے بعد اللہ اور فرمایا (لیکن
بعض مشائخ کا یہ کہنا ہے) کہ اسم جلالہ ”اللہ“ اور ”محمد“ اور اسم ”محمد“ نیچے اور درمیان میں ”رسول“
تھا۔ جبکہ بخاری کی روایت کا طہریہ اس کے خلاف ہے۔ اس لئے کہہ گیا ہے کہ سطر اول محمد و سطر
ثانی رسول، اور سطر ثالث اللہ جیسا کہ صاحب مواہب نے فرمایا۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ نَزَعَ خَاتَمَهُ (شمائل ترمذی)

رسول اللہ ﷺ جب قضائے حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تھے تو انگشتری مبارک
اتار کر تشریف لے جاتے (ترمذی)

انگوٹھی کس ہاتھ میں؟ انگوٹھی پہننے کے باب میں اکثر اخبار و آثار اس طرح ہیں کہ داہنے ہاتھ
میں بھی پہننا مروی ہے اور بائیں ہاتھ میں بھی۔ اور صاحب مواہب فرماتے ہیں کہ خواہ داہنے
ہاتھ میں پہلے خواہ بائیں ہاتھ میں جائز ہے البتہ لوگوں کا اس میں اختلاف ہے کہ کون سے ہاتھ میں
افضل ہے بعض کہتے ہیں کہ بائیں ہاتھ میں یہ نص امام احمد رحمہ اللہ کی ہے اور صالح بن امام احمد
رحمہ اللہ کی روایت میں ان سے مروی ہے کہ میرے نزدیک بائیں ہاتھ میں پہننا اچھا ہے اور بائیں

مذہب امام مالک رحمہ اللہ کا ہے کہ بائیں ہاتھ میں پہننے کی طرح امام احمد و امام شافعی کا مذہب
ہے۔ اور امام احمد رحمہ اللہ کا ظاہر مذہب بھی ملتا ہے۔ (واللہ اعلم)

☆ حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما روایت ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے دائیں ہاتھ میں
انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ (ابوداؤد نسائی)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے اس انگلی میں انگوٹھی پہنتے تھے یہ کہہ
کر انہوں نے بائیں ہاتھ کی چنگلیا کی طرف اشارہ کیا۔ (مسلم)

☆ طرح ابوداؤد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بائیں
ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ بعض حفاظ حدیث یہاں کرتے ہیں کہ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا امام
صحابہ و تابعین سے مروی ہے اور بعض علماء داہنے ہاتھ کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہ قوس حضرت ابن عباس
اور حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما جمیعین کا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی داہنے
ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کو روایت کرتے ہیں اس لئے بعض حضرات کہتے ہیں کہ ممکن ہے کہ کسی داہنے
ہاتھ میں پہنتے ہوں، اور کسی بائیں ہاتھ میں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ بائیں ہاتھ میں پہننا دونوں میں
آخری ہے یعنی داہنے ہاتھ میں پہننا منسوخ ہے اور حق یہ ہے کہ کسی صحت میں حکم ہے یہ سب
ہاتھ مواہب میں مذکور ہیں۔

اور بعض روایات میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی انگشتری میں یادداشت
کے لئے دھاگہ باندھتے تھے تاکہ فراموش نہ کر سکیں۔ دو انگوٹھی یا زیادہ پہننا مکروہ ہے۔ خصوصاً
چاندی کی۔ (یاد رہے کہ ایسا کرنا تعظیم امت کے لیے ہے ورنہ نبی کریم ﷺ میں نسیان کہاں
تفصیل کے لیے فقیر کی کتاب ”المنہاج فی ہی آخر الزمان“ کا مطالعہ کریں

در اصل انگوٹھی پہننے میں بھی اختلاف ہے اکثر اس کو مباح رکھتے ہیں ورنہ مکروہ یعنی
جائز اور بعض بقصد زینت مکروہ قرار دیتے ہیں اور بعض مطلقاً مکروہ کہتے ہیں مگر بادشاہ صاحب
سلطنت اور حکم کے لئے مکروہ نہیں ہے۔

انگوٹھی پہننے کے فقہی مسائل مردوں کو سونے کی انگوٹھی پہنا حرام ہے اور چاندی کی صرف ایک انگوٹھی ایک نگ والی جو وزن میں ساڑھے چار ماشے کم ہو نہیں سکتے ہیں۔ کئی انگوٹھیاں یا ایک انگوٹھی کے کئی ٹکڑوں دلی یا تھیلے نہیں پہن سکتے ناجائز ہے۔ دوسری سونا چاندی کی ہر قسم کی نگوٹھیاں درچھے نہیں سکتی ہیں لیکن ساری دعاؤں کی انگوٹھیاں مثلاً تانا، پتیل، لوہا اور جستہ وغیرہ تو مرد و عورت دونوں کے لیے ناجائز ہے۔ لڑکیوں کے لیے سونے چاندی کے زیورات پہننا جائز ہیں اور لڑکوں کے لیے حرام ہیں پہنانے والا گنہگار ہے۔ (الوار شریعت)

مسئلہ۔ یاد رہے گھڑی کی زنجیر سونے چاندی کی چین (زنجیر) مرد کو حرام اور دعاؤں کی ممنوع کی گئی ہیں ان کو پہن کر نماز اور امامت مکروہ تحریمی ہے۔ (بہار شریعت)

موزے شریف

سابق اصل قدم شاخ غل کرم موزہ پائے اصابت پہ لاکھوں سدا حضور کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موزے پہنے ہیں اور اس پر مسح کرنا صحت کو پہنچا ہے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ نبی شہ حبشہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے لئے بطور نذرانہ سیاہ رنگ کے سادہ موزے بھیجے پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں پہنا اور ان پر مسح فرمایا۔ (ابن ماجہ، تاریخ الخلفاء، اشکال ترمذی شریف)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ حضرت وحیدہ کلبی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دو موزے بھیجے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں پہنا یہاں تک کہ وہ چھٹ گئے۔

☆ موزہ کو پہننے سے قبل چھڑ لینا ضروری ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس اور حضرت زید بن حارثہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما تھے کہ آپ نے اپنے موزے طلب فرمائے۔ ابھی ایک موزہ ہی پہنا

تھا کہ ایک کوہ یا دوسرا موزہ لے اڑا توڑا اور چار اس نے موزے کو زمین پر پھینک دیا اس میں سے ایک سانپ لگا آپ نے فرمایا اس کرامت سے اللہ تعالیٰ نے میرا اکرام فرمایا ہے۔ نیز فرمایا "جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر یوں رکھتا ہو اسے چاہیے موزے کو چھڑ کر پہننے (خصوصاً کبریٰ)

ن) جانور بھی مارے یا رے آقا کریم ﷺ کی عذی کرتے ہیں اس طرح کے دعوت فقیر نے اپنی کتاب "بادب جالور بادب انسان" میں لکھے ہیں مطالعہ کریں۔

موزہ کے مسائل۔ موزہ کا مسح کرنا سنت سے ثابت ہے اس کا تارک مکرہ و بدعتی ہی ہو سکتا ہے مکمل طہارت و وضو کے ساتھ پہننے کے موزوں پر مسح جائز ہے موزہ اور خیمہ، نہ ہو کیونکہ ان کی طہارت ناقص ہوتی ہے۔ البتہ اگر کوئی مسماں پاؤں دھونے کے بعد موزہ پہنے در پھر وضو مکمل کرے تو صحیح ہے اور اس (عظیم یوسفیہ) کے نزدیک حدیث (وضو لٹے) مانع ہونے کے بعد موزہ پر مسح جائز ہے۔ جراب پہنا بھی جائز ہے اور موزہ کے حکم میں جوتا پہننا سنت ہے۔

اعتماد۔ اس موزہ اور جراب پر مسح کرنے کا حکم ہے جو رنگے ہوئے ہڑے کے بنے ہوئے ہوں آجکل بعض لٹری قسم کے مجتہد اونی کپڑے کی جرابوں پر مسح کرنے کے جواز کا فتویٰ دے رہے ہیں جو سراسر دھوکہ ہے درناجائز ہے اس موضوع پر فقیر کا رسالہ "تسک المصواب فی مسح علی الجواب" مغرب ہے مطالعہ کریں۔

نعلین مبارک

حضور کریم ﷺ نعلین شریف پہنا کرتے تھے مگر پاؤں کو بالکل دھابے تو وہ موزہ کہتا ہے ورنہ نعلین کہتے ہیں۔

☆ بخاری میں ہے کہ حضرت زید بن حارثہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ

تَعْنِيفُ كَانَ نَعْنُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ (شکل ترمذی)

حضرت ﷺ کی نعلین شریف کیسے تھیں تو نبیوں نے بتایا کہ اس میں دو عیاں تھیں یعنی ہر پاؤں مبارک میں دو تھے ایک تسمہ گھوٹھہ اور اس کی ساتھ لی انگلی میں تھا اور دوسرا تسمہ درمیان کی انگلی ورس کے ساتھ ولی انگلی میں ہوتا تھا۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اس کو "اشراک" (یعنی جتنے تسمہ جو پشت قدم پر پڑتا ہے) بھی کہتے ہیں۔ (مدارج)

فائدہ۔ یہ جو تسمہ درجہ چہلی یا ہوائی قبل سے مشابہ تھا۔

☆ ترمذی نے شکل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے نعلین شریف کے دو تسمے تھے جو درجہ کے تھے۔ (شکل ترمذی)

☆ طحطاوی نبوت سے قبل حضور نبی کریم ﷺ نے عسرت کے باعث برہنہ پا بھی خرام فرمایا مگر اعلان نبوت کے بعد وصال شریف سوائے محن کعبہ اور مقام عبادت کے کبھی ہنگے پاؤں نہیں پھرے۔

☆ جو تسمہ پہنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ دائیں سے پہنا شروع کرے یعنی دائیں پاؤں جو تے ڈالے۔ جو تسمہ اتارنے پہلے بائیں پاؤں ہارٹھاے۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں جو کوئی جوتی پہنے سے چاہے کہ پہلے دائیں پاؤں سے شروع کرے اور جب اتارے تو بائیں سے۔ دائیں پاؤں جو تسمہ پہنے میں مقدم اور کٹانے میں موخر ہونا چاہیے (بخاری و مسلم ترمذی)

یاد رہے دائیں کا صوبہ صرف جوتے پہنے میں خاص نہیں بلکہ ہر وہ چیز جس کا پہننا ریت و آرام کے لئے ہو مثلاً سہاس پہنا، مسوک یا کنگھی کرنا۔ ناخن تراشنے کا آقا بھی دائیں طرف سے کرے ☆ امام ابوحنیفہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم روف ورجہ ﷺ کنگھی فرماتے نعلین شریف پہننے اور عشاء وضو دھونے میں حتیٰ لوسہ دائیں طرف کو پسند فرمایا کرتے تھے

(شکل ترمذی باب ماجاء فی نعل رسول ﷺ)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی ایک جوتا پہن کر نہ پھرے چاہیے کہ دونوں جوتے پہنے یا دونوں اتار دے (شکل ترمذی)

(ف) ایک جوتا پہنے سے منع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ غیر عادی عمل ہے اور مرنے کا بھی احتمال ہوتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہاں کہنا امراض پیدا کرنے کا باعث ہے۔

☆ جوتے پہنا سنا کے ساتھ حث کا باعث بھی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جنگ میں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جوتے بہت زیادہ لے کر آ کر آؤ کیونکہ آدمی جب تک جوتے پہنتا رہتا ہے گویا سوار ہوتا ہے (مسلم)

نعلین شریف کے برکات

حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی مد رج شریف میں لکھتے ہیں کہ علماء متقدمین نے نعلین شریف کی تشل و نقشے میں عید و رساے تعین فرمائی ہیں۔ اور اس سے برکت و نفع اور فضل حاصل ہوتا ہیں کیا ہے درمیان میں اس کا تجربہ لکھا ہے کہ مقام و درجہ نعلین شریف کا نقشہ رکھنے سے درد سے نجات ملتی ہے اور پاس رکھنے سے راہ میں موٹ مار سے محفوظ رہتا ہے اور شیطان کے مکر و فریب سے جان میں رہتا ہے۔ اور اس کے شروفا سے محفوظ رہتا ہے۔ سافت ملے کرنے میں آسانی ہوتی ہے اس کی تحریف و مدح اور اس کے نفعات میں تعین لکھے گئے ہیں۔ (مدارج)

فقیر و کسی غفرانے انہیں علماء کرام کے فیض سے کتاب "نیل المعروم فی نعل سید الانام" (عرف نعلین مصطفیٰ ﷺ کے نفعات و برکات) لکھی جو مدت مدید سے شائع ہو رہی ہے۔

☆ بستر مبارک۔ ہمارے آقا کریم روف ورجہ ﷺ باوجود یکہ شہنشاہ دارین مختار کل ہونے کے ہر معاملہ میں سادگی کو پسند فرماتے تھے ہوسات میں سادگی کے نمونے فقیر نے عرض کیے۔

☆ مبارک بھی نہایت سادہ تھا چڑے میں بکھور جمال اسی کو تو شک سمجھ لیجئے اسی کو گدا سمجھ لیں۔

بستر تو ایک ٹاٹ کا ٹکڑا تھا دو ہرا چھ دیا جاتا ہی آرام فرماتے۔ تفصیل اس کی یوں ہے۔

صحیحین میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے یہاں فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر مبارک جس پر آپ بستر فرماتے تھے چڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری تھی۔ (بخاری و مسلم اشکال ترمذی مشکوٰۃ)

☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں میرے پاس ایک انصاری عورت آئی اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا (سادہ) بستر شریف دیکھا تو اس عورت نے میرے پاس ایسا بستر بھیجا جس میں اون بھری ہوئی تھی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو اسے ملنا حفظ فرمایا تو فرمایا اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فلاں انصاریہ عورت میرے پاس آئی تھی اس نے آپ کا بستر شریف دیکھا تو یہ بستر اس نے بھیج دیا۔ فرمایا اے عائشہ اسے واپس کر دو اس کے بعد فرمایا اگر میں چاہتا تو اللہ تعالیٰ میرے ساتھ سونے چاندی کے پہاڑ حاضر کر دیتا۔ (مدارج النبوت ج ۱۷ من المہملی)

مطلب یہ ہے کہ میرا بستر میرا زہد اور میری ریاضت ہے۔ یہ سادگی آپ کی اختیار کی تھی ورنہ تو آپ نے خود فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے عرض کر اں تو پہاڑ سونے کے ہو جائیں اسی کو ہم ہاسٹ بنائیں کل سے تعبیر کرتے ہیں اس موضوع پر فقیر کی کتاب "اختیار کل لقا کل" کا مطالعہ کریں۔

☆ امام احمد نے اپنی مسند میں ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے آپ ایک چٹائی پر آرام فرماتے اور چٹائی کا نشان آپ کے پہوئے مبارک پر پڑا ہوا تھا ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ کے جسم، طہر پر سوائے تہجد شریف کے اور کچھ نہ تھا اور کاشانہ نبوت کے ایک گوشے میں تقریباً ایک صاع بڑے تھے اور ایک کھل دیور پر آویزاں تھی۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آنکھوں میں آنسو آ گئے اس پر حضور ﷺ نے فرمایا اے ابن خطاب تمہیں کس چیز نے روایا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کاش کہ آپ اس سے بھرنا

بستر چند فرماتے ایک روایت یوں بھی ہے کہ نبیوں نے عرس یا عرسوں میں بستر ﷺ میں کیوں نہ روڑوں جبکہ قیصر و کسری باغات اور سیروں میں سونے کے تختوں پر ریشم کے بستروں پر آرام کریں اور آپ محبوب خدا ہیں چٹائی پر اس حال میں آرام فرمائیں۔ "فرمایا اے خطاب کے بیٹے، کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ دنیا ان کے لیے ہوا اور آخرت ہمارے ہے" جبکہ مدارج النبوت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جواب میں فرمایا مجھے دنیا سے کیا لینا ہے، میرا نقد و میری دستاں اور دنیا کی دستوں کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی سوار گرمی میں سفر کر رہا ہو پھر سستانے کے لئے کچھ دیر ایک درخت کے نیچے بیٹھ جائے، اس کے بعد وہ سفر کو مل دے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ چٹائی پر تھوڑی سی مٹی پڑی ہوئی تھی ورنہ مبارک کے نیچے ٹاٹ کا ٹکڑا کھجور کی چھال سے بھرا ہوا رکھا تھا۔

نقصیت۔ حضور سرور کو نبی ﷺ کے اس فرمان میں اہل ایمان کو یہ نصیحت ہے کہ مسلمان پر لازم ہے کہ ہمیشہ اپنی آخرت کو پیش نظر رکھے دنیا کے عیش و آرام میں مست نہ ہو جائے۔

اللہ اکبر کاشانہ نبوت۔ رحمت للعالمین سرور دنیا و دین امام انبیاء والمرسلین، شفیع المرسلین شہنشاہ کونین محبوب ﷺ کے کاشانہ قدس میں سادگی کی کیا بات ہے کہ جن کے لکڑوں پہ پلتا ہو سار جہاں ان کے گھر میں صرف ایک صاع بڑا ایک کھجور کی چٹائی ٹاٹ کا ٹکڑا ایک کھار بعض روایات میں ایک کوزہ بھی ہے۔ دیو روں کی یہ حالت کہ کھجور کی شاخوں یا مٹی کے ڈھیلوں کی بنی ہوئی تھیں چیت بھی کھجور کے پتوں کی تھی۔ یہ کمرہ ہے جس پر خدا کی ساری خدائی قربان ہے۔

اک جہاں نہیں دو جہاں فدا دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کر ڈکھا کر دوں جہاں نہیں۔ چونکہ فقیر کا موضوع لباس ہے ورنہ جی تو چاہتا ہے محبوب کریم ﷺ کے مبارک کمرہ کے ساتھ منسوب اک اک بچے کی تعریف پر زندگی گزار دی جائے۔

مقول ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بستر بچھا دیا جاتا تو اس پر آرام فرما

لیتے تھے ورنہ زمین پر ہی استراحت فرما لیتے تھے۔ (مدارج الصلوٰۃ)

چار پائی (چنگ) مبارک۔ حضور پر ﷺ کی ایک چار پائی (چنگ) مبارک تھی جس کے پٹی کے پائے رشاخ (کڑی) کے س پر ستر چڑے کا تھا جس میں پچھلے بھرے ہوئے تھے۔ اس کے اوپر ایک ٹاٹ تھا جس کی تہہ کے رات کو اس پر آرام فرماتے تھے۔

نیا لباس کس دن پہنا جائے اور سلوا یا جائے؟۔ درود میں ہے کہ نیا لباس مبارک ایام میں سلوائے اور پہنے جیسا کہ روایت میں ہے (ترجمہ پر اکتفاء کیا جاتا ہے) جس نے اقوام کے دن کپڑا سلویا سے صدمہ پہنے گا اور برکت سے خالی ہوگا۔ جس نے پیر کے دن سوا یا بار برکت ہوگا جس نے منگل کے دن سوا یا وہ چوری ہوگا یا پانی میں ڈوب جائے گا۔ جس نے بدھ کے دن کپڑا کاٹا یا سیاہ اس کے رزق میں برکت میں وسعت ہوگی اور فراخی معیشت با مشقت حاصل ہوگی۔ جس نے جمعرات کو سیا یا کاٹا اللہ تعالیٰ اسے علم و حکمت عطا فرمائے گا۔ اس کے رزق میں برکت دے گا اور لوگوں میں معزز و کرم فرمادے گا۔ جس نے جمعہ کے دن کپڑے سے اس کی عمر دراز ہوگی اور ماں زیادہ ہوگا۔ اور جس نے ہفتہ کے دن کپڑے کاٹے اور سے وہ بیماری کا شکار ہوگا جب تک وہ لباس اس کے بدن پر رہے گا اور زاد التورعین میں ہے کہ یہ قول حضرت موسیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے رشوات عایدہ میں سے ہیں اور حدیث سے ثابت نہیں البتہ حدیث میں ہے کہ نیا لباس شب جمعہ یا جمعہ المبارک کے دن نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے پہنے۔ اور اگر ہو سکے تو عیدین کے موقع پر نیا لباس پہنے کیونکہ یہ باعث برکت ہے۔ نیا لباس پہنے والے کو مبارک باد کہنا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور لطف و کرم سے اسے امن و امان اور سکون و اطمینان حاصل ہو۔

فقیر اویسی غفرلہ عرض گزار ہے کہ ۱۲ ربیع الاول شریف کو رسول کریم روف و رحمہ ﷺ کی ولادت با سعادت کے موقع پر عید میلہ النبی ﷺ کی خوب خوش منائیں غریبوں کو نصرت ہاس پائیں بہت۔

زیادہ برکتیں حاصل کریں۔

لباس کی تفصیل قدرے مکمل ہوئی سر میں تیل لگانے اور آنکھوں میں سرمہ لگانے کا ذکر معلوم ہوتا ہے برکت کے لیے عرض کیا جاتا ہے۔ اور پھر جنگی لباس کا بھی مختصر ذکر ہوگا۔

آنکھوں میں سرمہ لگاتے۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں۔

قَالَ ثَمَّانُ النَّسَبِيُّ يَكْتُمُ قَبْلَ أَنْ يَمُتَ بِالْأَنْعَامِ لَنَا لَمْ يَكُنْ عَيْنِ (شمس ترمذی)

کہ نبی کریم ﷺ نیند کرنے سے قبل ہر آنکھ میں اٹھ سرمہ کی تیس سائیاں لگایا کرتے تھے۔

اور برید بن ہارون کی روایت کے مطابق حضور اکرم ﷺ کے پاس ایک سرمہ دنی تھی جس سے نیند فرمانے سے قبل آپ ہر آنکھ مبارک میں سرمہ لگایا کرتے تھے۔

اٹھ سرمہ اور اس کے فوائد۔ اٹھ رنگ سیاہ سرمہ کا پتھر۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ سرمہ مصیبت میں پایا جاتا ہے اس کی فحشیت کے لیے یہ بات کافی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اسے استعمال فرمایا کرتے تھے عشق کے ہے تو محبوب کی ہر شے محبوب ہے۔ ویسے نبی کریم ﷺ نے اس کے طبی فوائد بیان فرمائے ہیں۔ کہ اٹھ سرمہ استعمال کیا کر کہ یہ بینائی کو جادوتا ہے چنی آنکھوں کی نور نیت زیادہ ہوتی ہے دروغ میں جو خراب مادہ ہے آنکھوں کے ذریعے خارج ہو جاتا ہے اس کو زائل کرتا ہے اور آنکھوں کو صاف مقرر کرتا ہے (ترمذی اسلم ابی داؤد)

ابن ماجہ میں روایت ہے کہ تمام سرموں سے بہتر اٹھ سرمہ ہے آنکھوں کو روشن کرتا ہے اور پلوں کو اکٹھا کرتا ہے۔

سرمہ لگانے کا سنت طریقتہ۔ سرکار دو جہاں ﷺ ہر آنکھ میں تین بار سرمہ لگایا کرتے تھے

۔ احادیث مبارکہ میں طاریق بار سرمہ لگانے کا فرمایا گیا ہے۔

ہاں رسول ﷺ کی تفسیر مع احکام ہاں (50) مفسر اعظم پاکستان علامہ محمد رفیع احمد اویسی قدس سرہ

صحابہ کرام نے سرمد لگانے کے دو طریقے بیان فرمائے ہیں (۱) دو سلاخیوں داہنی آنکھ میں اور تین سلاخیوں بائیں آنکھ میں اور ایک سلاخی داہنی آنکھ میں یعنی داہنی آنکھ سے شروع کرے۔ اور داہنی پر ہی ختم کرے۔ تین سلاخیوں سے زائد طاق کی صورت میں یہی طریقہ رکھے کہ داہنی آنکھ سے شروع کر کے داہنی پر ہی ختم کرے (۲) تین سلاخیوں داہنی آنکھ میں اور تین بائیں آنکھ میں۔ ہر کام داہنی طرف سے شروع کرنے اجڑے (عرض کر دیا گیا ہے)

یاد رہے کہ ہر طرح کا سرمد جو آنکھوں کو نہ دینا و استعمال کرنا جائز ہے البتہ سرمد استعمال کرنا افضل ہے۔

جنگی لباس۔ حضور اکرم ﷺ جب کسی عہدہ میں جہاد کی غرض سے تشریف لے جاتے تو جنگی لباس زیب تن فرماتے۔ چند غزوات میں جو جنگی لباس زیب تن فرمایا اس ذکر کیا جاتا ہے۔

غزوہ احد میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ احد کے دن حضور نبی کریم ﷺ نے دو زرہیں زیب تن فرمائیں تھیں۔ پس آپ ایک چٹان پر کھڑا ہونے کا قصد فرمایا۔ تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیٹھے (آپ نہ کھڑے ہو کر) چٹان پر اچھی طرح چڑھ گئے یہاں تک کہ غمبھر گئے۔ زبیر فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ طلحہ نے واجب کر لی (شائل ترمذی)

تفصیل یوں ہے کہ غزوہ احد میں حضور اکرم ﷺ کو چہرہ اقدس پر پتھر لگنے سے ٹپا ہونٹ مبارک زخمی ہو اور رخسار پر زخم کی کڑی دھس گئی اور دھرا بن قیس نے آواز دیکر یہ خبر پھیلا دی کہ رسول کریم ﷺ شہید ہو گئے ہیں۔ اس کڑے وقت میں آپ یہ چاہتے تھے کہ کسی اونچی جگہ کھڑے ہو کر اپنے صحابہ کرام کو اپنا رخ زیب دیکھ سکیں تاکہ وہ مطمئن ہو جائیں کہ شہید ہو جانے والی خبر فصد ہے۔ چنانچہ آپ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی پیٹھ پر سو رو کر ایک چٹان پر چڑھ گئے۔ وہی جنگی لباس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتانا چاہتے ہیں اس وقت آپ نے دو زرہیں زیب تن فرمائی ہوئی

ہاں رسول ﷺ کی تفسیر مع احکام ہاں (51) مفسر اعظم پاکستان علامہ محمد رفیع احمد اویسی قدس سرہ

تھیں۔

☆ حضرت سائب بن زید رضی اللہ عنہما دی ہیں کہ

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ عَلَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ ذِرْعَانِ فَلَمَّا هَرَبْنَا مِنْهُمَا (شائل ترمذی)
رسول کریم ﷺ نے احد کے دن دو زرہیں پہنی تھیں جو کہ اوپر چپے تھیں۔

رسول کریم ﷺ غزوات میں خود پہنتے تھے۔

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما دی ہیں کہ (فتح مکہ کے موقع پر) رسول کریم روف درجہ ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھی آپ سے عرض کیا گیا یہ بن حطل ہے جو غطف کعبہ بکڑے ہوئے ہے ارشاد فرمایا اس کو قتل کر دو۔ (شائل ترمذی)

☆ انکسب سے روایت ہے کہ رسول کریم روف درجہ ﷺ نے سر قدس سے خود اتار لی تو ایک صحابی حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ابن حطل کعبہ کے پردے کے ساتھ لپٹا ہوا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسے قتل کر دو ابن شہاب کہتے ہیں اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اس دن رسول اللہ ﷺ نے احرام نہیں ہاندھا تھا (شائل ترمذی شریف)

نبالہاس پہننے کا ورد۔ اور روضہ میں ہے کہ جو شخص نبالہاس پہنے تو اس مرتبہ سورۃ القدر السابا
الربنا ہ "پڑھ کر پانی پر دم کرے اور کپڑوں پر چمڑے کے برکت ہوگی ورنہ نبالہاس نبی کی نیت سے پہننے کے بعد درگت نماز شکرانہ لباس ادا کریں اور یہ دعا کریں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ تَخْتَالِيْ فَاَنْزَلَنِيْ بِهٖ حَيَاتِيْ وَ
لِحَمْدِ الَّذِيْ تَخْتَالِيْ هٰذَا الْقَوْبُ وَرَزَقْنِيْهِ مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ مِّنِيْ وَلَا تَقْوَةٍ وَ اَلْحَمْدُ
لِلّٰهِ الَّذِيْ بِيَعْمَتِهِ تَتَمَّ الصَّالِحَاتُ وَبِرَحْمَتِهِ تُصْلِحُ الْعَاصِيَاتُ وَتُرْوَى الْبُؤْسَاتُ
'اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لِيْ بِاَمْنًا زَكَاةً اَشْكُرُ لِيْ بِمَنْعِكَ حَيَاةً اَذْكُرُ
وَ اَخْسَنَ لِيْهِ عِبَادَتَكَ وَ اَعْمَلْ لِيْهِ بِطَاعَتِكَ وَ اسْتَعِيْنْ بِاَمْنِهِ وَ اَلْبَحِيْ اِلٰى اَللّٰهِ

تَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ اِسْتِثْلَاءِ النَّفْسِ بِقَلْبٍ وَكَيْفٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَطْلُبُ الْعَقْلَ وَالْعَافِیَةَ
وَالشَّعَافَةَ وَالْقَیَّ لَی الدِّیْنِ وَالْذِّیَا وَالْآخِرَةَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰی وَالنُّصْرَ
وَالْعَفْقَةَ وَالْفَوْزَ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی۔

اس دعا کو پڑھنے سے ہاس پہنے والے کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

ہاس اتار کے رکھنے کا سنت طریقتہ۔ ہاس بدن سے اتار کر پیٹ کر تہہ کر کے حفاظت
کے ساتھ رکھنا سنت ہے۔ ورنہ شیطان اسے پہنے گا۔ اسی طرح موزوں کو بھی حفاظت رکھے
نیا ہاس پہنتے وقت تھوڑا تسمیرہ پڑھے۔ ورنہ اگر نیا عمامہ (دستار بگڑی) چادر یا موزے پہنتے وقت تین
بار یا سات بار سورہ ن تحر بھی پڑھ لے تو جسم میں حرمت اور آسودگی پیدا ہوگی۔ صحت و عافیت سے
رہے گا بیماری دور ہوگی ورنہ اگر مقررہ ہو تو قرض ادا ہو جائے گا ورنہ عینے پکڑے جہد میسر آئیں
گے۔ چاہئے کہ ہاس پر غراہ و مساکین کو دے یا اپنے اہل و عیال میں کسی مستحق کو دے کیونکہ
اس میں بے شمار اجر و ثواب ہے۔

فقیر اویسی غفرلہ نے اہل محبت کے لیے سر کا ﷺ کے ہاس مبارک کو یکجا جمع کر لے کی سعی کی ہے
۔ دعا ہے کہ اللہ کرے فقیر اور قارئین کرام کے لیے ذریعہ نجات ہو آمین بحسرت مبد
الایماء والموسین و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

مدینے کا بھکاری الفقیر نقادری ابو الصالح محمد رفیع احمد دہلوی رضوی غفرلہ بہ و پورہ پنجاب پاکستان

آج مورخہ ۲۹ ذی الحجہ ۱۴۳۱ھ بروز پیر شریف کو فقیر محمد رفیع احمد دہلوی رضوی نے جامعہ وسیع
رضویہ بہ و پورہ میں اس مضمون کی تصحیح و ترتیب سے فارغ ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

حضور مفسر اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہ اور تحفظ ختم نبوت

تحریر محمد احمد حسن قادری

شیخ الغیور، لکھنؤ حضور مفسر اعظم صاحب کتب کثیرہ حضرت علامہ مولانا ابو الصالح
محمد رفیع احمد دہلوی رضوی صاحب مدظلہ وطن عزیز پاکستان کے عظیم معنف اور ہدایت الہیہ
کے صاحب تعریف بزرگ ہیں سینکڑوں موضوعات پر آپ کی تین ہزار سے زائد تصانیف موجود
ہیں۔

روح ذیل سطور میں ہم مولانا رفیع احمد دہلوی مدظلہ کا مختصر تعارف اور تحفظ ختم نبوت ورد
قادیانیت کے موضوع پر لکھی جانے والے آپ کی تصانیف پر مختصر ترقی نوٹ لکھیں گے۔ حضور
رفیع مت مدظلہ کی شخصیت اور خدمات پر لکھنے کے لئے تو ایک وسیع دفتر درکار ہے شاید کوئی سنی
ادیب اسلام کے اس عظیم معنف الہیہ کے اس عظیم محسن (امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
کے بعد ایسا معنف جس کا مد مقابل کہیں نہیں نظر آتا) کے حالات و واقعات اور خدمات پر جامع
کتاب تعریف کر دے۔ سچے حضرت علامہ مولانا رفیع احمد دہلوی مدظلہ کا مختصر ترقی نوٹ اور خدمات
بسم اللہ تحفظ ختم نبوت سے متعلق پڑھئے ورنہ رگان دین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تحفظ ختم نبوت
کے لئے اپنا فریضہ سرانجام دیجئے شکر ہے۔

تعارف حضرت مولانا رفیع احمد دہلوی مدظلہ

حضرت اویسی کا اسم شریف محمد رفیع احمد ہے۔ آپ 1932ء کو حضرت مولانا نور احمد
کے ہاں جامعہ دہلی رحیم پور میں پیدا ہوئے آپ کا تعلق لڑخانہ خاندان سے ہے جن کے متعلق
بعض کے نزدیک یہ ہے کہ یہ خاندان حضرت عباس رضی اللہ عنہ (عم رسول ﷺ) کی ادا سے
ہے۔ حضرت اویسی مدظلہ نے حفظ قرآن حکیم کی تعلیم حضرت حافظ سراج احمد، حافظ جاس محمد اور

حافظ عدم بیٹیں سے حاصل کی، فارسی کی کتب عظیمہ مولانا عبد بخش سے پڑھی، علوم عربیہ کی کتب حضرت خورشید ملت مولانا خورشید احمد فیضی، استاد علامہ مولانا عبد انکریم فیضی اور حضرت سراج الفقہاء مولانا سراج احمد (رحمہم اللہ) سے پڑھی۔ درس حدیث کی تعلیم حضور محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد سرور احمد قادری رصوی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ 1952ء میں تعلیم مکمل کر کے اپنے آبائی گاؤں بستی حامد آباد میں وہیں آگئے دریک دینی ادارہ جامعہ دین فیض القیاض قائم کیا یہ ادارہ پندرہ سال تک علم کی شمع روشن کئے ہوئے تھے، بھی سر خدمت دین جاری تھا کہ حضور فیض ملت بہاول پور تشریف لے آئے دردار العلوم اسیہ رضویہ کے نام سے ایک ادارہ قائم فرمایا جو اس وقت وطن عزیز پاکستان کا ایک عظیم تعلیمی ادارہ ہے۔

سلسلہ بیعت۔ حضرت مولانا فیض احمد ویسی مدظلہ نے حضرت الحاج خواجہ محمد الدین اویسی رحمۃ اللہ علیہ (سجادہ نشین دربار عالیہ حضرت خواجہ حکیم الدین سیرانی) کے دست حق پرست پر بیعت کی اور سلسلہ قادریہ میں حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا نوری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے سند پڑھی حاصل کی ہے۔ مملکت خداداد پاکستان میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کی خاطر قائد اہلسنت حضرت مولانا شاہ محمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں معروف عمل جمعیت العلماء پاکستان سے منسلک رہے۔

اولاد و امجاد۔ آپ کے چار صاحبزادے بنام

حضرت حافظ مفتی محمد صالح اویسی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حافظ عطاء الرسول اویسی

حضرت حافظ محمد فیاض احمد اویسی

حضرت حافظ محمد ریاض اویسی ہیں

ایک صاحبزادی بھی ہے۔

ملک بھر کے علماء و محدثین اسلام میں اپنے تلامذہ کثیر تھے دس ہیں جو خدمت دین کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

خدمت دین کا فریضہ سرانجام دینے والے اس عظیم بزرگ کو یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ حرمین شریفین در مسجد نبوی شریف میں متعدد بار اعکاف اور تراویح میں قرآن پاک پڑھنے سے مشرف ہوئے ہیں۔ اللہ کریم عزوجل کے حضور التجاہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے طفیل ہمارے اس عظیم بزرگ کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین

حضرت فیض ملت کی تصانیف پر ایک نظر

حضور مفسر اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ کی درج ذیل کتب خدمت اسلام کا ایک منہ بولنا ثبوت ہے:

- ۱۔ ترجمہ روح البیان بنام فیوض الرحمن 16 جلدوں میں
- ۲۔ عربی تفسیر بنام فیض المنان تفسیر آیات القرآن 10 جلدوں میں
- ۳۔ اردو تفسیر بنام فیض القرآن 30 جلدوں میں
- ۴۔ فیض الرسول فی اسباب النزول 10 جلدوں میں
- ۵۔ شرح حدائق بخشش 25 جلدوں میں
- ۶۔ شرح مشکوٰۃ و معنی (مولانا دوم) 25 جلدوں میں
- ۷۔ الفیض الجاری شرح صحیح البخاری 10 جلدوں میں
- ۸۔ احادیث موضوعہ 5 جلدوں میں
- ۹۔ مواعد اویسیہ 10 جلدوں میں
- ۱۰۔ الحاکم فی شرح مشکوٰۃ 5 جلدوں میں
- ۱۱۔ سبکدول اویسی 10 جلدوں میں

۱	پہلا نمبر (دوسری ورژن)	10 جلدوں میں
۱۳	ثانی ایڈیشن	10 جلدوں میں
۱۴	شرح باری	8 جلدوں میں
۱۵	رسائل اویسیہ	5 جلدوں میں
۱۶	راز و نیاز	5 جلدوں میں
۱۷	خواتین کا اسلامی تعصب	5 جلدوں میں
۱۸	تفسیر اویسی	15 جلدوں میں
۱۹	ترجمہ مسلم مع مختصر حاشیہ	10 جلدوں میں
۲۰	ترجمہ ترمذی مع مختصر حاشیہ	5 جلدوں میں
۲۱	بیاض اویسی	5 جلدوں میں
۲۲	اویسی نامہ	5 جلدوں میں
۲۳	نوار الحنفی فی شرح دارقطنی	10 جلدوں میں
۲۴	ما حادیت المسیعی فی التناوی الرضویہ	5 جلدوں میں
۲۵	نعمانی شرح چابی	10 جلدوں میں

اس کے علاوہ اور بھی کافی ساری کتب ہیں جو کہ دو دو یا تین تین اور چار چار جلدوں پر مشتمل ہیں نیز حضرت اویسی صاحب مدظلہ کی کل تصانیف کی فہرست بنام ”علم کے موتی“ کے مطابق تین ہزار سے زائد ہے۔

درج ذیل سطور میں ہم حضرت اویسی مدظلہ کی فصاحت، بلسلہ تحفظ ختم نبوت تحریر کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

حضرت مولانا فیض احمد اویسی مدظلہ اور تحفظ ختم نبوت وطن عزیز کے عظیم مصنف اور صحافی جناب محترم المقام علامہ ملک محبوب الرسول قادری صاحب مدظلہ نے حضرت فیض ملت

مولانا فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ کا ایک انٹرویو کیا تھا اس میں ختم نبوت کے حوالہ سے دو سوال تھے جو کہ درج ذیل ہیں اور ساتھ حضرت اویسی صاحب مدظلہ کے جوابات بھی شامل ہیں:

سوال: ختم نبوت اور جہاد کے موضوعات پر کوئی عملی کام؟
جواب: ختم نبوت اور جہاد پر فقیر (حضرت مولانا فیض احمد اویسی صاحب) کے متعدد رسالے ہیں کچھ مطلوبہ ہیں اکثر غیر مطلوبہ۔

سوال: تحریک ختم نبوت کے حوالے سے آپ کا کام؟
جواب: جب پاکستان میں تحریکیں برائے ختم نبوت چلی تھیں فقیر بردوں (1953, 1974) نہیں اپنے اکابر کے ماتحت ان میں شامل رہا۔

ملک محبوب الرسول قادری صاحب کے سوالوں کے جواب میں حضرت مولانا فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ کے جوابات سے یہ بات بھی واضح چھ پر عیاں ہوگی کہ آپ جہاد ختم نبوت کی ان تحریکوں، تحریک ختم نبوت 1953ء اور تحریک ختم نبوت 1974ء میں بھی شامل تھے۔ درج ذیل سطور میں ہم حضور فیض ملت کی تصانیف کی فہرست علم کے موتی میں درج کتب میں تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت کے موضوع پر تصانیف کو نمبر وار درج کر رہے ہیں آخر پر جو کتب ہمارے پاس موجود ہیں ان کا مختصر تعارف لکھ رہے ہیں۔

تحفظ ختم نبوت اور رد فتنہ مرزاہیت کے موضوع پر حضرت علامہ مولانا فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ کی کتب کی فہرست

نمبر شمار	سیریل نمبر	نام کتاب	کیفیت
1	***	مرزا کے عقائد و اخلاق	مطبوعہ
2	029	آئینہ مرزا نما	==
3	370	قادیانی کافر کیوں؟	==
4	371	القول الجلی فی الی کعبۃ تہجد الی دیارۃ الولی	==

==	القول المصیح فی تبریح المسیح	372	5
غیر مطبوعہ	امام مہدی رضی اللہ عنہ	491	6
==	الامیر المصیح فی حیاۃ المسیح	521	7
==	انگریز کا پلو (قادریانی)	527	8
==	ایں الدیمان فی التبیان آخر الزمان	555	9
==	اویسی نوٹ بک	573	10
==	اسلام کی فتح عرف مناظر مسلمان اور مردائی بے ایمان	690	11
==	ابطال الباطل الکلام الجاحل الاحاصل	695	12
==	دجال دجال	925	13
==	تقاتل مذہب وادیان	936	14
==	مجموعے نبی	1206	15
==	حیات مصطفیٰ علیہ السلام	1237	16
==	حالات امام مہدی رضی اللہ عنہ	1240	17
==	حملہ قادریانی برامام شعرائی	1316	18
==	خدا کی غدائی محمد مصطفیٰ ﷺ کی مصطفائی	1365	19
==	خود مدعی - خود منکر (ناحیانی)	1387	20
==	خلافت خاتم الانبیاء علیہ السلام	1403	21
==	دشمن احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شدت کیجئے	1453	22
==	دجال کا جال	1492	23
==	ریاض البیتان فی حیاۃ النبی آخر الزمان	1538	24
==	روید مذہب	1546	25

26	1581	رد مرزائیت	==
27	1623	السيف الممول على شاتم الرسول	==
28	1809	شيدائے ناموس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	==
29	1962	عقائد نامہ	==
30	2132	فیصلہ حق و باطل رد مرزائیت	==
31	2138	فرقے بی فرقے	==
32	2213	قادیانی انگریزی پودا	==
33	2291	قادیانی کی کہانی اس کی اپنی زبان	==
34	2292	قہر سبحانی بر دجال قادیانی	==
35	2395	کتاب نبوت کا انجام بد	==
36	2404	کتاب واجب القتل	==
37	2405	کتاب رسول کا قتل	==
38	2426	لامبی بعدی	==
39	2501	مرزائیت کی شرارت	==
40	2550	مرزا غلام احمد قادیانی کے چھوٹے دعوے	==
41	2554	المہدی واضح	==
42	2786	بد مذہب لڑکیوں اور لڑکوں سے نکاح	==
43	2969	کلمۃ الحق	==
44	**	علمائے امتی کا انجاء بنی اسرائیل کے کا جواب	==
45	**	خواجہ غلام فرید چاچا اپنی مرزا غلام احمد قادیانی	==

درج بالا فہرست میں درج کتب مجاہدین ختم نبوت کے لئے ایک عقیم ذخیرہ ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کی اشاعت کا اہتمام کیا جائے۔ درج بالا کتب رسائل کی تعداد پچاس ۳۵ ہے جن میں سے صرف چند رسائل و کتب مطبوعہ ہیں۔ مطبوعہ کتب میں سے تین کتب راقم کے پاس موجود ہیں ان تین کتب کا مختصر تعارف ذیل کی طور میں تحریر کر رہا ہوں۔

۱۔ آئینہ مرزا انما

حضرت مولانا فیض احمد اویسی رضوی صاحب مدظلہ بقلم خود اس کتاب کے شروع میں رقمطراز ہیں کہ

مرزا غلام احمد قادیانی بافتاح علمائے دین و مشائخ اسلام کافر و مرتد ہے اور خارج از اسلام ہے اس کے ساتھ جو بھی اس کے چھوٹے دعویٰ نبوت و دیگر دعویٰ باطلہ کو حق اور صحیح سمجھتا ہے وہ بھی کافر، مرتد، خارج از اسلام ہے مجدد دین و ملت شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اپنی تصنیف ”حسام الحرمین شریف“ و دیگر تصانیف مبارکہ میں اس کے کفر و ارتداد پر ہر اہل حق و دلائل ساطعہ قائم فرما کر علمائے ملت و مشائخ اسلام کی تصدیقیں و تقریریں ثبت فرمائی ہیں۔ فقیران کے فیض سے یہ رسالہ ”آئینہ مرزا انما“ مرزا قادیانی کی کفریہ عبارات کا مجموعہ پیش کر رہا ہے: (آئینہ مرزا انما ص ۳)

نیز اس رسالہ میں قادیانی کی کفریہ عبارات اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و دیگر انبیاء کرام علیہم السلام، حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام و صحابہ کرام و اہلبیت اطہار رضی اللہ عنہم اجمعین قرآن و حدیث حرمین طہین اولیاء کرام و علمائے عظام سے متعلق ترتیب وار درج کی ہیں تاکہ قارئین کرام آستین کے سانپ قادیانیوں کے گرد و اور گریزی نبی مرزا غلام قادیانی کے کفریات سے آگاہ ہو۔ اپنے ایمان کا تحفظ کر سکیں۔ آخر کتاب قادیانی عبادت گاہ کی ایک تصویر شامل اشاعت کی ہے جس پر قادیانی کلمہ تحریر ہے جس میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ احمد لکھا ہوا ہے۔ رب کریم عزوجل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن اقدس

سے وابستہ رکھے۔ (آئین)

۲۔ القول الفصحیح فی قبرالحسب

اس کتاب کے پیش لفظ میں حضور فیض ملت تحریر فرماتے ہیں کہ

آج کل ذریت مرزا (یعنی مرزائی / قادیانی / احمدی) کا زور بڑھتا جا رہا ہے اور عوام کے سامنے اپنی تحقیق کی ڈبکیں مارتے پھرتے ہیں کہ سچ آئین مریم علی مینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام جب فوت ہو گئے تو پھر ان کے لئے واپس تشریف لائے کا کیا معنی جب کہ ان کی قبر کشمیر (سرینگر) میں موجود ہے مجھے ان کے اس دھوکے سے تعجب ہوا کہ یا اللہ عزوجل جہالت کا بیڑا غرق کیوں نہیں ہو جاتا جبکہ سورج کی روشنی سے بھی واضح امر ہے کہ یسوی علیہ السلام نہ فوت ہوئے نہ ہی ان کی قبر کا سوال پیدا ہوتا ہے لیکن باطل پرستی کے سامنے اگر حق ہائیں معنی خاموش ہو جائے تو باطل سراٹھاتا ہوا غریب عوام کو کھانا جاتا ہے۔

فقیر خادم اسلام (حضرت مولانا فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ) نے قلم کے زور سے یہ مختصر رسالہ پیش کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل حق کے لئے تقویت اور اہل باطل کو حق قبول کرنے کی توفیق بخش اور میرے لئے باعث نجات بنائے۔ آمین (القول الفصحیح ص ۲)

۳۔ مرزا قادیانی کے عقائد و اخلاق

کتاب کے نام سے ہی موضوع واضح ہے خود معصف حضرت فیض ملت صاحب مدظلہ لکھتے ہیں کہ

جس قادیانی کے لئے نبوت کی کوشش کی جا رہی ہے اس کے اخلاق و عقائد کیسے تھے اس سے منصف مزاج خود سمجھ لے کہ جس شخص کے اخلاق و عقائد کا گھنٹا گھنٹا ہوں وہ کس منہ سے اپنے آپ کو شمس یا نبی ہونے کا دعویٰ کرتے رہے۔

اس رسالہ میں مرزا قادیانی کی وہ عبارات جو ہجرات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

انکار ختم نبوت کے انکار، جہاد کے خلاف، وغیرہ جیسے موضوع پر ہیں ترتیب دی گئی ہیں۔

الحاصل حضرت فیض ملت مولانا محمد فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ نے جہاں خدمت اسلام کے سلسلہ میں تفسیر حدیث، فقہ تصوف، تاریخ، سائنس، عقائد و اعمال، اصلاح معاشرہ جیسے موضوعات پر اپنا قلم رواں رکھا وہیں حضرت مفسر اعظم فیض ملت دامت برکاتہم العالیہ نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ و تکرار میں ختم نبوت بالخصوص فقہ قادیانیت کی خلاف اپنا قلم رواں رکھا رب کریم اللہ عزوجل کے حضور انتہا ہے کہ نبی کریم مدنی سرکار لہجہاں سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہم سب کو دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وابستہ رکھتے ہوئے تحفہ ختم نبوت کا فریضہ سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم کو حضور فیض ملت حضرت علامہ مولانا فیض احمد اویسی رضوی صاحب مدظلہ کے فیض روحانی سے مستفید ہونے اور آپ کی تصانیف جو کہ صرف ختم نبوت کے موضوع پر تھیں درجن سے زائد اور کل تین ہزار سے زائد ہیں ان کتب کی اشاعت کے اہتمام کی توفیق عطا

فرمائے آمین۔ اراقم خادم علمائے حق

محمد احمد حسن قادری (فیصل آباد)

30-08-2007

بروز جمعرات ۱۶ شعبان ۱۴۲۸ھ

نوٹ: یہ مقالہ حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہ کی ظاہر حیات میں لکھا گیا۔ محترم و کرم جناب محمد احمد حسن قادری کے شکریہ کے ساتھ من جن شائع کیا جا رہا ہے۔

حضور مفسر اعظم پاکستان فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم یادگار جامعہ اویسیہ رضویہ

سیرانی مسجد بہاولپور

جہاں سے گزشتہ نصف صدی سے عشق رسول ﷺ کی خیرات تقسیم ہو رہی ہے جامعہ میں اسلامیہ، عربیہ قدیم و جدید علوم پڑھائے جا رہے ہیں۔ طلباء کو نماز باجماعت کے ساتھ ذکر و اذکار کی پابندی کرائی جاتی ہے۔

طالبات کے لیے شعبہ ناظرہ حفظ تجوید درس نظامی کا علیحدہ باپردہ کلاس روم کا انتظام

—

ادارہ کے ملحق اہلسنت کی عظیم جامعہ سیرانی مسجد ہے جس کی تعمیر نو تین منزلیں مکمل ہوئیں جہاں ہزاروں نمازیوں کے لئے باجماعت نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ جبکہ گنبد خضریٰ شریف کی نسبت سے مسجد شریف کا گنبد جگمگ کر کے اہل ایمان کو یاد دہینہ کا خوبصورت منظر پیش کر رہا ہے۔ آپ کے ادارہ کے فضلاء دنیا کے بیشتر ممالک میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں ادارہ کا ماہانہ خرچہ لاکھوں روپے ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ اپنے صدقات، خیرات و عطیات، زکوٰۃ میں سے جامعہ میں ذریعہ تعلیم مستحق طلباء کے لیے ضرور حصہ نکال کر اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب کریم ﷺ کی خوشنودی حاصل کریں عطیات آن لائن بھیجنے کی صورت میں بنام جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور مسلم

کمرشل بینک عید گاہ برانچ بہاولپور اکاؤنٹ نمبر ہے 2-1328-02-01-1136

منجانب ناظم اعلیٰ جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد محکم الدین سیرانی روڈ بہاولپور

تصنیفات لطیف

فیضِ اسلام کے خیمہ منور محمد پاکستان حضرت امام کمالی مہتمم حضرت محمد فیض احمد علی رضی اللہ عنہما

- روح البیان اردو ترجمہ فیض الرحمن
- ابوین مصطفیٰ
- امام حسین و یزید
- امام حرم اور ہم
- المعجزات
- آداب رسالت کی قدر و منزلت
- آداب رسالت کی قدر و منزلت
- امیر معاویہ
- آذان برقبر
- آمین آہستہ کہنے کا ثبوت
- اچھی مائیں
- آرام گاہ رسول ﷺ
- آئینہ مودودی
- اولیاء اللہ کے تصرفات
- برکات گیارہویں شریف
- آئینہ شیعہ نماز
- برہنہ کا بیڑا
- بہشتی دروازہ
- آئینہ دیوبند
- بدنگاہی کی تباہی
- پڑھا لکھا امی
- یزید کے غازی
- تبلیغی جماعت کے کارنامے
- جن اور وبالی
- آذان بلال
- چراغوں کا ثبوت
- حق مذہب اہلسنت
- بلی کے خواب میں چھپنے والے
- حاضر و ناظر کا ثبوت
- خوابوں کی تعبیر
- تعوذات و عملیات اور یہی
- خوشبوئے رسول ﷺ
- دلوں کا چین
- تبلیغی جماعت کا ششماہی کارڈ
- دیوبندی بریلوی فرق
- دعا بعد نماز جنازہ کا ثبوت
- معجزہ شق القمر
- ذکر اور یس
- ذکر سیرانی
- جج کا ساتھی
- رفع یدین
- سیرت سیدنا حضرت بلالؓ
- حاضر و ناظر کا ثبوت
- سید زوی کا نکاح غیر سید سے
- شہد سے شہنا نام محمد ﷺ
- محراب مسجد بدعت ہے
- علم حضرت یعقوب علیہ السلام
- غم نال و ظیفہ
- ختم شریف مع بخشے کا طریقہ
- گستاخوں کا برا انجام
- مردے سنتے اور جانتے ہیں
- شرح حدیث لولا کہ
- میلاد النبی ﷺ عید کیوں؟
- معراج مصطفیٰ ﷺ
- سفر نامہ شام و عراق
- وہابی دیوبندی کی نشانی
- غیر مقلدین کی ننگے سر نماز
- سلسلہ ایسیہ کے ثبوت کی تحقیق